انجمن خدام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

ماہنامہ

# آئینۂ انجمن

شمارہ نمبر 39

اپریل 2022ء بمطابق رمضان المبارک 1443ھ

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

اسلامی، اصلاحی، علمی جریدہ

## اہم موضوعات


- فرمانِ الٰہی و فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- اداریہ
- ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
- اقتباس نگرانِ انجمن جناب شجاع الدین شیخ صاحب حفظہ اللہ
- انٹرویو مدیر تعلیم انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی
- تاجِ رسالت کے انمول نگینے
- تاریخ دورہ ترجمۂ قرآن
- مدارس دینیہ ـــ علم و عرفان کے روشن منارے
- انجمن خدام القرآن اور مشن خدمتِ قرآن
- ختم نبوت کورس
- مدارسِ اسلامیہ کا مطالعاتی دورہ
- انجمن خدام القرآن سندھ کے تحت جاری تدریسی سرگرمیاں
- شعبۂ سمع و بصر


مرکزی دفتر انجمن خدام القرآن B-375 علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال کراچی
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

# فرمانِ الٰہی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَ اٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾

(سورۃ النّٰزعٰت 34-41)

## ترجمہ:

پھر جب وہ سب سے بڑا ہنگامہ برپا ہوگا۔ جس دن انسان اپنا سارا کیا دھرا یاد کرے گا۔ اور دوزخ ہر دیکھنے والے کے سامنے ظاہر کر دی جائے گی، تو وہ جس نے سرکشی کی تھی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی۔ تو دوزخ ہی اس کا ٹھکانا ہوگی لیکن وہ جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے کا خوف رکھتا تھا اور اپنے نفس کو بری خواہشات سے روکتا تھا تو جنت ہی اس کا ٹھکانا ہوگی۔

## تشریح:

اس دن انسان کی آنکھیں کھلیں گی اور جس شخص نے اپنی ساری زندگی دنیا کے مال و متاع کے پیچھے بھاگتے بھاگتے برباد کر دی تھی اسے معلوم ہو جائے گا کہ اب آخرت کے لیے اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے سورۃ الکھف کی اس آیت میں ایسے ہی لوگوں کا ذکر ہے

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۭ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا

آپ کہیے کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ لوگ جن کی سعی و جہد دنیاوی زندگی میں گم ہو کر رہ گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔

ایک بندہ مومن کو چاہیے کہ یہ آیات ہمیشہ کے لیے اپنی گرہ میں باندھ لے اور اپنی عملی زندگی میں ان کے مفہوم اور پیغام کو اپنے دل و دماغ میں ہر وقت مستحضر رکھے طغیٰ کے معنی ہیں کسی کا اپنی حدود سے تجاوز کرنا۔ چنانچہ ان آیات کے پیغام کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات ۵۶) یعنی جنوں اور انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی اس لیے کیا ہے کہ وہ اس کے بندے بن کر رہیں اب جب کوئی انسان بندگی کی حدود سے آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنے قانون اپنے اختیار اپنی مرضی کی بات کرے گا تو وہ بندے کے بجائے طاغوت بن جائے گا۔ چنانچہ بندہ بندگی کی حدود سے تجاوز کر کے طاغوت بن گیا پھر اس نے اپنی سوچ اپنی مرضی اپنی منصوبہ بندی اور اپنے فیصلوں میں آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دینے کی روش اپنائی تو آخرت میں اس کے لیئے جہنم کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔

بیان القرآن: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

# فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قَالَ أَخَذ رسولُ اللہ ﷺ بِمَنْكِبِي فقال كُنْ فِي الدُّنْيا كأَنَّكَ غريبٌ، أَوْ عَابِرُ سبيلٍ وَكَانَ ابنُ عمرَ رضی اللہ عنہما يقول إِذَا أَمْسَيْتَ فَلا تَنْتَظِرِ الصَّباحَ وإِذَا أَصْبَحْتَ فَلا تَنْتَظِرِ المَساءَ وخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لمَرَضِكَ ومِنْ حياتِكَ لِمَوتِكَ

(صحیح بخاری)

## ترجمہ:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھوں کو پکڑ کر فرمایا: ''دنیا میں یوں رہو جیسے اجنبی یا راہ چلتا مسافر'' ابن عمرؓ کہا کرتے تھے: شام ہو جائے تو صبح کا انتظار نہ کیا کرو اور صبح ہو جائے تو شام کا انتظار نہ کرو۔ صحت کو بیماری سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت سمجھو۔

## تشریح:

اس حدیث میں نبی ﷺ نے ہمیں دنیا کی بے ثباتی کی طرف توجہ دلائی ہے کہ کوئی مسلمان اس دنیا کو مستقل ٹھکانا سمجھ کر اس سے دل نہ لگائے بلکہ یہ دنیا فانی اور ختم ہونے والی ہے ہر متنفس یہاں حیات مستعار لے کر آیا ہے انسان کو یہاں عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس کی حقیقی جزا اور بدلہ آخرت میں ملے گا گویا کہ یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا۔ اسی لیے دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا گیا۔ بعض لوگ حصول دنیا کے بڑے مشتاق ہوتے ہیں اور اس میں حلال و حرام جائز و ناجائز کا امتیاز نہیں کرتے اور اس طرح اپنی آخرت برباد کر لیتے ہیں اور جو شخص آخرت کی کامیابی کا خواہش مند ہو وہ آخرت کی فکر کرتا ہے اور دنیا کا نقصان بخوشی قبول کر لیتا ہے۔

شرح اربعین نووی (پروفیسر سعید مجتبی)

# اداریہ، مدیر تعلیم انجمن خُدّام القرآن

## مرحبا رمضان

ڈاکٹر محمد الیاس

لق ودق صحرا میں سفر کرنے والے مسافر کو اگر کوئی گھنا سایہ دار نخلستان میسر آجائے جہاں میٹھے پانی کے چشمے ہوں گھنے پھل دار درخت ہوں تو اس کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں رہتا، وہ نہادھو کر گرد و غبار سے اٹے اپنے جسم کو صاف ستھرا کرتا ہے،، خوب کھا پی کر اپنی توانائیاں بحال کرتا ہے، اور باقی راستے کے لیے وافر زادِ راہ ساتھ لے لیتا ہے۔ رمضان بھی ہماری زندگی کے سفر میں آنے والا ایسا ہی ایک نخلستان ہے۔ جو زندگی کے سفر کے دوران گناہوں کے گرد و غبار کو دور کرنے اور اپنے گناہوں پر توبہ کرنے اور قرآن کے ذریعہ سے تزکیہ نفس کر کے اپنی روحانی توانائیاں بحال کرنے اور باقی گیارہ ماہ کے لیے تقویٰ کا وافر زادِ راہ ساتھ لینے کا موقع دیتا ہے۔

رمضان کے لغوی معنی جھلسا دینے والا، جلا دینے والا ہے یعنی جیسے دھاتوں کو جلا کر کندن بنایا جاتا ہے ایسے ہی انسان کو کندن بنانے والا مہینا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''شعبان میرا مہینا ہے اور رمضان اللہ کا مہینا ہے" (مسند احمد)۔ عرب سخت گرم موسم میں اپنے گھوڑوں کو بھوکا پیاسا تند و تیز گرم ہوا میں گھنٹوں کھڑا رکھتے تاکہ گھوڑے بھوک، پیاس اور موسم کی سختی برداشت کرنے کے عادی ہو جائیں اور اس عمل کو صوم کہتے تھے۔ اللہ تعالی نے اسی لفظ کا استعمال فرمایا اور حکم دیا کہ تم خود بھی اپنے آپ کو صوم کے عمل سے گزارو تاکہ تم اپنے مالک حقیقی کی فرمانبرداری کے عادی بنو اور اپنی سوچ، خیالات، آرزوؤں، خواہشات، تمناؤں اور اعمال کو قرآن حکیم کے نور سے پاکیزہ بناؤ۔

رمضان نزول قرآن کا مہینا ہے اور قرآن تزکیہ نفس، تصفیہ قلب اور تجلیہ روح کا ذریعہ ہے۔ مولانا الطاف حسین حالیؒ خاتم الانبیاء ﷺ کے لیے فرماتے ہیں کہ ''اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا، اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا۔'' پتھر کو سونا بنا دینے والا نسخہ، یہ وہ نسخہ ہے مدت سے لوگ جس کے منتظر تھے۔ اس نسخہ کیمیا نے عرب کے اجڈ، گنوار اور جھگڑالو لوگوں کو کندن بنا دیا۔ وہ انتہائی مہذب، باوقار، اعلیٰ کردار اور بہترین اخلاق کے حامل بن گئے۔ وہ آسمان کے تاروں کی مانند بن گئے، بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانے والے، لوگوں کے غم گسار، ہمدرد، اور مہربان، مظلوموں کے ساتھی اور ظالموں کا ہاتھ پکڑنے والے اور دنیا سے ظلم کا خاتمہ کرنے والے بن گئے۔

یہ نبی کریم ﷺ کا بنیادی طریقہ کار ہی تھا جس نے عرب کی کایا پلٹ دی۔ آپ ﷺ لوگوں پر قرآن کی تلاوت فرماتے اور اس کے ذریعہ سے ان کا تزکیہ فرماتے انہیں اللہ کے احکامات سکھاتے اور اللہ کے احکامات کی حکمتیں بتاتے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (سورۃ الجمعہ: 2)

ساتھیوں ہم بڑے خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے ہمیں قرآن حکیم جیسی عظیم دولت عطا فرمائی، محمد ﷺ جیسے رسول عطا فرمائے، صحابہ کرام جیسے معلمین عطا فرمائے اور رمضان المبارک کا انتہائی مبارک مہینا عطا فرمایا ہے۔ ساتھیوں غور سے سنو ہاتف غیبی پکار رہا ہے کہ اے خیر کے طلب گار! آگے بڑھ اور اے شر کے چاہنے والے! باز آجا۔ ساتھیوں آؤ اس ہاتف کی پکار پر لبیک کہیں، ساتھیوں آؤ رمضان کو اللہ کی کتاب کے ساتھ گزاریں، ساتھیوں آؤ اس رمضان کو اپنی زندگی کا بہترین رمضان بنائیں۔

مرحبا صد مرحبا پھر آمد رمضان ہے — کھل اٹھے مرجھائے دل تازہ ہوا ایمان ہے

ہم گناہ گاروں پر یہ کتنا بڑا انعام ہے — یا خدا! تو نے عطا پھر کر دیا رمضان ہے

# حمد باری تعالیٰ

رحمٰن ہے وہ سب پر ، ہوتی ہے اس کی رحمت
وہ مالکِ جزا ہے، وہ داورِ قیامت
ہم مانتے ہیں اس کو معبود بس وہی ہے
کرتے ہیں اس کو سجدہ مسجود بس وہی ہے
مانگیں مدد اسی سے حامی وہی ہے ہمارا
اِن کا بھی اور اُن کا سب کا وہی ہے سہارا
یہ دعا ہے ہماری اے قادر و توانا
ہم کو ہمیشہ سیدھا تو راستہ دکھانا
وہ راستہ جس پر انعام پائیں تیرے
فیضان پائیں تیرے اکرام پائیں تیرے
جن پر غضب ہو تیرا ان سے ہمیں بچانا
بھٹکے ہوؤں کی راہ پر مت ہم کو تو چلانا
مقبول ہو یہ دعا کہتا ہوں سر جھکا کر
انجم کو دوجہاں میں تو روشنی عطا کر

پروفیسر غلام یحییٰ انجم

# نعت رسول مکرم ﷺ

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالمِ آب و خاک میں تیرے حضور کو فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تونے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجرو سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر و جنید بایزید تیرے جمال بے نقاب
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب! میرا سجود بھی حجاب!
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقلِ غیب و جستجو! عشق، حضورو اضطراب

علامہ اقبال

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد

# ملفوظات صدر مؤسس انجمن خدّام القرآن

## روزہ اور روحِ انسانی

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

بات سمجھانے کے لیے اگر دورِ جدید کے مشہور ماہر نفسیات فرائڈ کی اصطلاحات استعمال کروں تو وہ یوں ہو گا کہ اپنی 'id' یا 'libido' کو کنٹرول میں رکھنے کی مشق فرائڈ نے کہا ہے کہ انسانی شخصیت کی تین سطحیں ہیں. سب سے نچلی سطح کے لیے وہ 'id' یا 'libido' کی اصطلاح استعمال کرتا ہے. یعنی شہوانی، نفسانی اور حیوانی تقاضے اور داعیات دوسرے 'ego' یعنی میں، انا، انانیت یا خودی تیسرے 'super ego' یعنی انائے کبیر، اس سے مراد اعلیٰ اخلاقی اقدار ہیں. اگر خودی کمزور ہے تو گویا انسان اپنے حیوانی نفس کا تابع ہے اور اگر خودی مضبوط ہے تو یہ ضبطِ نفس کا کام کرے گی۔ اس کی بہترین مثال یہ ہے کہ اگر آپ گھوڑے پر سوار ہیں اور باگیں کمزور ہیں تو گھوڑا آپ پر حاوی ہے، وہ جب چاہے گا آپ کو پٹخ دے گا یا آپ کو اپنی مرضی سے جدھر چاہے گا لے جائے گا.

اور اگر آپ قوی ہیں اور گھوڑے پر قابو یافتہ ہیں تو یہ گھوڑا آپ کا مطیع ہے، آپ جدھر جانا چاہیں گے وہ آپ کو لے جائے گا. تو جس طریقہ سے راکب اور مرکب کا معاملہ ہے، یعنی انسان جو گھوڑے پر سوار ہے اور گھوڑا جو انسان کی سواری ہے، اسی طرح ہماری خودی اور ہمارے نفس کا معاملہ ہے. ہماری خودی راکب ہے اور نفس اس کا مرکب خودی کمزور ہو گی تو نفس کے بس میں آجائے گی، نفس جو چاہے گا حکم دے گا اور پورا کرائے گا، گویا ہم اس کے تابع ہیں اور اس کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے ہیں اگر خودی مضبوط ہے، انا مضبوط ہے اور نفس پر قابو یافتہ ہے تو یہ نفس انسان کے لیے نیکیاں، بھلائیاں اور خیر کمانے کا ذریعہ بن جاتا ہے اب یہاں ایک بات کا اور اضافہ کر لیجئے کہ غیبت، جھوٹ، فحش باتیں، بدزبانی اور دل آزاری وغیرہ قسم کے گناہوں سے بچنے کی قرآن و حدیث میں بڑی تاکید آئی ہے. لیکن حدیث شریف میں خاص طور پر روزے کی حالت میں ان گناہوں سے بچنے کی مزید تاکید آئی ہے کہ اگر روزے دار نے ان گناہوں سے اجتناب نہیں کیا تو اس روزے سے فاقے اور رات کے قیام میں محض رت جگے کے سوا اس کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ ارشاد ربانی ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

''اے اہل ایمان! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں (اُمتوں) پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے (تم متقی بن جاؤ).''

بحوالہ: عظمتِ صیام و قیامِ رمضانِ مبارک

# اقتباس نگرانِ انجمن خُدّام القرآن

## عظمت قرآن

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سورۃ الواقعہ میں فرماتے ہیں "فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوَٰقِعِ ٱلنُّجُومِ" پس نہیں! قسم ہے مجھے ان مقامات کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں۔ یہ قرآن حکیم کا وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھا کر اس کائنات کی ایک بہت بڑی حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ اس حقیقت کے بیان کا پس منظر یہ ہے کہ مشرکین اور کفار نبی اکرم ﷺ کی دعوت اور آخرت کا انکار کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں بڑے بڑے حقائق بیان فرمائے ہیں اور انہی میں سے ایک آفاقی حقیقت یہ بھی ہے۔ قسم ہمیشہ ایک زندہ حقیقت کی اٹھائی جاتی ہے جس کا انکار ممکن نہ ہو۔ اسی لیے اسلام ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ جب ہم قسم اٹھائیں تو صرف اللہ کی قسم اٹھائیں کیونکہ اللہ اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ ایک ہے ستاروں کا غروب ہونا اور ایک ہے ڈوب جانا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سورج ہر روز غروب ہوتا ہے اور ہر روز پھر طلوع ہو جاتا ہے۔ جس طرح انسان پیدا ہوتا ہے تو ایک دن مر جاتا ہے اسی طرح یہ سورج چاند ستارے اور سیارے بھی ایک دن فنا ہو جاتے ہیں۔ ہر سیارے اور ستارے کی ایک عمر ہے اور وہ اللہ کو معلوم ہے۔ آج جدید سائنس نے ترقی کی تو معلوم ہوا کہ کائنات میں ایسی جگہیں ہیں جہاں ستارے ڈوب کر فنا ہو جاتے ہیں۔ ان کو بلیک ہولز کا نام دیا گیا۔ ستاروں کا طلوع ہونا غروب ہونا ایک مربوط نظام کے تحت ہے۔ اس پورے نظام کے اندر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں موجود ہیں اور ان نشانیوں پر غور و فکر کی دعوت قرآن دیتا ہے۔ یہ کتنی بڑی قسم تھی اس کی حقیقت آج کا انسان سمجھ سکتا ہے لیکن قرآن نے چودہ سو سال پہلے فرما دیا:

"وَإِنَّهُۥ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ"۔ اور اگر تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے۔ اس بڑی قسم کو اٹھانے کے بعد اللہ جو حقیقت بیان فرما رہا ہے وہ یہ ہے کہ:

"إِنَّهُۥ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ"۔ کہ یہ بڑے رتبے کا قرآن ہے۔ جو لوگ قرآن پر غور و فکر کرتے ہیں ان کے نزدیک یہ نتیجہ نکالنا کوئی مشکل نہیں کہ یہ اللہ کی سچی کتاب ہے اور اس میں جو کچھ بھی بیان ہوا وہ سچ ہے۔

اب یہاں ذرا ہم سوچیں کہ وہ قرآن جس کی اہمیت عزت اور عظمت پر کائنات کا خالق قسم اٹھا رہا ہے اسی عزت والے، عظمت والے قرآن کے ساتھ ہمارا رویہ کیسا ہے؟ ہمارے دلوں میں قرآن حکیم کی کتنی عزت اور عظمت ہے؟ ہمارے شب و روز میں اور ہمارے روزمرہ کے معمولات میں قرآن حکیم کا حصہ کتنا ہے؟ اس کو جاننے اور سمجھنے کے لیے ہم نے کیا کوششیں کی ہیں؟۔ اللہ نے قرآن کا مقصد نزول حصول ہدایت بتایا ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اس کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں۔ یہی قرآن دلوں کے زنگ دور کرنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس قرآن کے لیے ہمیں اپنا وقت فارغ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

# انٹرویو

## مدیر تعلیم، انجمن خُدّام القرآن سندھ، کراچی

### ڈاکٹر محمد الیاس

سوال: انجمن خدام القرآن کے قیام کا پس منظر بیان کریں۔

جواب: دینِ اسلام جو کہ قرونِ اولیٰ میں اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ تین براِعظموں میں قائم تھا آج اس کے ماننے والے زوال، انتشار اور انحطاط کا شکار ہیں۔ نبی ﷺ کے مندرجہ ذیل فرمانِ مبارک پر غور کرنے سے اس کی اصل وجہ سمجھ میں آتی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ (مسلم)

مسلمانوں کا عروج وزوال قرآنِ مجید سے قربت یا اس سے دوری پر منحصر ہے، اس صورتِ حال سے نکلنے کے لیے ضروری ہے کہ قرآنِ حکیم سے اپنے تعلق کو زندہ اور مضبوط کیا جائے۔

بفضلہٖ تعالیٰ اس مقصد کے حصول کے لیے 1972 میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور قائم فرمائی، آغاز سے اب تک ملک بھر میں مرکزی انجمن کی کئی شاخیں اور کئی اکیڈمیز قائم ہو چکی ہیں، ان میں سے اوّلین شاخ انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی ہے، جس کا قیام مئی 1986ء میں عمل میں آیا۔ انجمن خدام القرآن صرف ایک ادارہ ہی نہیں بلکہ ایک تحریک ہے، رجوع الی القرآن تحریک، انجمن خدام القرآن اس تحریک کے لیے ہم فکر افراد کو خدمتِ قرآن کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے۔

سوال: انجمن خدام القرآن کا مختصر اًتعارف پیش کریں نیز یہ ادارہ کن مقاصد کے لیے قائم کیا گیا ہے؟

جواب: داعیٔ قرآن محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے خدمتِ قرآنی کے جذبے سے سرشار ہو کر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے نام سے ایک ادارہ 1972ء میں قائم کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس ادارے کا مقصد وقت اور شعورِ انسانی کی اعلیٰ ترین سطح پر علومِ قرآنی اور پیغامِ رحمانی کو خواص وعوام تک پہنچانا ہے۔ اور اس کے پس منظر میں ایک خاص فکر اور برصغیر پاک وہند کے ہمارے بزرگوں کی عظیم سعی وجہد کی چار سو سالہ تاریخ پنہاں ہے۔ ملت اسلامیہ کا درد رکھنے والے افراد نے ملت کی موجودہ زبوں حالی، زوال، انحطاط، اختلافات اور انتشار کی وجوہات پر جب بھی غور کیا تو اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق ''بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب (یعنی قرآن حکیم) کو تھامنے کی بدولت بہت سی قوموں کو عروج عطا فرمائے گا اور (اسے ترک کر دینے کی وجہ سے) بہت سی قوموں کو ذلیل اور سوا کرے گا۔'' آج امت مسلمہ جس صورتِ حال سے دوچار ہے اس کا بنیادی سبب کتاب اللہ سے دوری ہے۔ چنانچہ اسی فکر اور عزم کے ساتھ اس ادارے کے مقاصد جڑے ہوئے ہیں۔

انجمن خدام القرآن قرآن کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

- عربی زبان کی تعلیم و ترویج
- قرآن مجید کے مطالعہ کی عام ترغیب و تشویق
- علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلیم و تعلّمِ قرآن کو مقصدِ زندگی بنالیں
- ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

سوال: انجمن خدام القرآن کا دستوری ڈھانچہ کیا ہے؟

جواب: انجمن خدام القرآن کے نگران جناب شجاع الدین شیخ صاحب ہیں جن کے تحت درج ذیل مجالس کام کرتی ہیں:

مجلسِ عامہ: مجلسِ عامہ کے فرائض و اختیارات میں انجمن کی سالانہ رپورٹ، سالانہ آڈٹ شدہ حسابات کی منظوری اور قواعد و ضوابط کے مطابق 4 سال کے لیے ارکانِ شوریٰ کا انتخاب شامل ہے۔

مجلسِ شوریٰ: مجلسِ شوریٰ کے سال میں 4 اجلاس منعقد کیے جاتے ہیں جن میں انجمن کے امور کی انجام دہی کے لیے بنیادی اور اہم نوعیت کے فیصلے کیے جاتے ہیں اور ان پر عمل درآمد کی نگرانی کی جاتی ہے۔

مجلسِ عاملہ: مجلسِ عاملہ کی تشکیل صدرِ انجمن فرماتے ہیں اور یہ مجلس انجمن کے امور کی انجام دہی اور ذیلی اداروں کی نگرانی میں صدرِ انجمن کی معاونت کرتی ہے۔

سوال: انجمن خدام القرآن کے تحت کتنے ذیلی ادارے کراچی اور اندرونِ سندھ میں دین کی خدمت میں مشغول ہیں؟

جواب: انجمن خدام القرآن کے مرکزی دفتر کے تحت اس وقت سات (7) ذیلی ادارے سرگرمِ عمل ہیں:

1۔ قرآن اکیڈمی ڈیفنس:

بانیٔ انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ مبارک سے یکم رمضان المبارک 1991 کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کی بنیاد رکھی۔ ادارے کی عمارت میں دیگر شعبہ جات کے ساتھ ساتھ ایک وسیع و عریض مسجد بنام "مسجد جامع القرآن" قائم ہے۔ الحمد للہ قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں انجمن ہذا کے مقاصد کے حصول کے لیے رجوع الی القرآن کورس کے انعقاد کا سلسلہ 1991 سے جاری ہے۔

2۔ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد:

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، انجمن خدام القرآن کے ذیلی ادارے کے طور پر گزشتہ 17 سال سے اس پُر فتن دور میں دین کے عظیم فریضے تعلیم و

تعلم کی ادائیگی میں مصروف ہے۔ادارے کی عمارت میں دیگر شعبہ جات کے ساتھ مسجد جامع القرآن بھی قائم ہے۔امسال ادارے ہذا میں رجوع الی القرآن سالِ دوم کی تکمیل ہوئی۔اس کے علاوہ ادارے میں دارالاقامۃ کی سہولت بھی دستیاب ہے جہاں رہائشی طلبہ کے لیے بہترین قیام وطعام کی سہولت موجود ہے۔علاوہ ازیں مرکز تعلم و تحقیقLearning and Research Center قائم ہے جس کے تحت علومِ اسلامی کی قدرے وسیع لائبریری بھی ہے۔

3۔قرآن اکیڈمی کورنگی:

1995 میں کورنگی کے علاقے زمان ٹاؤن میں 1200 مربع گز کے رقبے پر مشتمل قرآن مرکز کورنگی کا قیام عمل میں آیا، جلد ہی ادارے کی بڑھتی ہوئی تعلیمی سرگرمیوں کے پیشِ نظر اسے قرآن اکیڈمی کا درجہ دے دیا گیا۔ادارہ ہذا میں کئی سالوں سے رجوع الی القرآن کورس کے ساتھ ساتھ شام میں مختصر دورانیہ کے کورسز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

4۔قرآن انسٹیٹیوٹ گلستانِ جوہر:

2006 میں قائم شدہ قرآن مرکز کی توسیع 2016 میں عمل میں آئی اور اسے قرآن انسٹیٹیوٹ کا درجہ دیا گیا۔اس وقت یہ ادارہ کراچی کے علاقے گلستانِ جوہر میں واقع سالکین بسیر اپارٹمنٹ کی بیسمنٹ اور گراؤنڈ فلور پر مشتمل ہے۔بیسمنٹ میں مسجد بنام "مسجد جامع القرآن" قائم ہے جبکہ گراؤنڈ فلور پر کلاس رومز اور دفاتر قائم ہیں۔

5۔قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد:

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد کا قیام 2017 میں عمل میں آیا، یہ ادارہ اندرونِ سندھ میں انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کی توسیع کا پہلا مظہر ہے۔الحمد للہ گزشتہ پانچ سالوں سے ادارہ ہذا میں رجوع الی القرآن کورس باقاعدگی سے جاری ہے۔بچوں کے لیے دوپہر جب کہ بالغان کے لیے شام میں ناظرہ قرآن کا اہتمام ہوتا ہے اس کے علاوہ مختلف اوقات میں شارٹ کورسز اور آن لائن کورسز کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔بحمدہ تعالیٰ ان تمام سرگرمیوں کے ذریعے اندرونِ سندھ میں انجمن خدام القرآن کا تعارف بڑھ رہا ہے۔

6۔قرآن مرکز لانڈھی:

انجمن ہذا کے تحت 2007 میں قرآن مرکز لانڈھی کا قیام عمل میں آیا۔ادارہ میں بچوں اور بچیوں کے لیے حفظِ قرآن اور ناظرہ قرآن کی تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔شام کے اوقات میں حلقات و دوراتِ دینیہ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

7۔دی ہوپ اسلامک سیکنڈری اسکول:

قرآن اکیڈمی کورنگی کی عمارت میں 2008 میں دی ہوپ اسلامک سیکنڈری اسکول (The Hope Islamic Secondary School) کا قیام عمل میں آیا۔جہاں الحمد للہ 550 طلبہ و طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔اسکول کا تعلیمی نصاب اسلام کی نظریاتی تعلیمات سے ہم

آہنگ ہے۔ قرآنِ حکیم کے مکمل ترجمہ اور تفہیم پر مبنی خصوصی نصاب تعلیم کا لازمی حصہ ہے تاکہ طلبہ اپنے مقصدِ حیات کا شعور حاصل کر کے انفرادی اور اجتماعی دائرے میں اسلامی روح کے مطابق اپنا تعمیری کردار ادا کر سکیں۔

سوال: اس ادارے میں کس عمر اور کن طبقات کے افراد مستفید ہو سکتے ہیں؟

جواب: اس ادارے میں مختلف نوعیت اور مختلف دورانئے کے کورسز و تدریسی سرگرمیوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ بعض میں حضرات و خواتین شرکت کرتی ہیں اور بعض بچیوں کے لیے ہوتے ہیں۔ اور بعض کورسز نوجوانوں کے لیے مختص ہیں۔ غرض کہ ہر عمر اور طبقات کے افراد اس ادارے سے مستفید ہو رہے ہیں۔

سوال: انجمن خدام القرآن کے تحت رجوع الی القرآن کورس کا مقصد واضح کریں نیز اس کورس میں کیا مضامین شاملِ نصاب ہیں؟

جواب: انجمن خدام القرآن کے تحت جاری رجوع الی القرآن کورس کا مقصد یہ ہے کہ جدید تعلیم یافتہ حضرات و خواتین کو علومِ قرآنی سے بہرہ ور کیا جائے تاکہ اسلام کا جامع تصور ان پر واضح ہو جائے اور وہ اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں دین کے تقاضوں پر عمل پیرا ہو سکیں مزید یہ کہ وہ قرآن کے مبلغ بن کر جہاد بالقرآن کریں یعنی فکری اعتبار سے گمراہ کن مغربی نظریات کا توڑ کر کے لوگوں کی اصلاح اور تزکیہ کا کام کریں اور ان کے دلوں میں ایمان و یقین کی شمع روشن کریں اور تحقیقی و تخلیقی کام کے ذریعہ عصرِ حاضر میں اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کا خاکہ تیار کریں جسے دین کے غلبہ کے بعد روبعمل لانا ہے۔

رجوع الی القرآن کورس میں درج ذیل مضامین شاملِ نصاب ہیں:

قرآنِ حکیم کا مکمل ترجمہ و تفسیر، عربی گرامر، منتخب سورتوں کی صرفی و نحوی ترکیب، تجوید القرآن، مطالعہ قرآنِ حکیم کا منتخب نصاب، سیرت النبی ﷺ، سیرتِ صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم، حدیث، عقیدہ و فقہ، اقبالیات، خصوصی لیکچرز وغیرہ۔

سوال: رجوع الی القرآن کورس سے فارغ ہونے والے طلبہ دینی لحاظ سے معاشرے میں کیا Contribute کر سکتے ہیں؟

جواب: الحمد للہ رجوع الی القرآن کورس سے فارغ التحصیل طلبہ اس وقت رمضان المبارک میں دورۂ ترجمۂ قرآن کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، رجوع الی القرآن کورس اور شارٹ کورسز میں تدریس کے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں، جمعہ و عیدین کے اجتماعات سے خطاب کی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں، مختلف تعلیمی اداروں میں خدمتِ قرآنی کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، نشر و اشاعت کے جدید ذرائع اور میڈیا کے ذریعے تعلیماتِ قرآنی کو عام کر رہے ہیں۔

سوال: انجمن خدام القرآن کے تحت بچے اور بچیوں کے لیے ناظرہ اور حفظِ قرآن کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے؟

جواب: انجمن خدام القرآن کے تمام ذیلی اداروں میں "مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ" کے عنوان سے باقاعدہ شعبہ قائم ہے جس میں بچوں اور بچیوں کے لیے ناظرہ اور حفظِ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ انجمن خدام القرآن کے تحت تین ادارے، قرآن اکیڈمی ڈیفنس،

قرآن اکیڈمی یسین آباد اور قرآن اکیڈمی کورنگی وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے الحاق شدہ ہیں۔

سوال: آج ڈیجیٹلائزیشن کا دور ہے اور انٹرنیٹ کا استعمال عام ہے، کیا جدید تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ادارے کے تحت آن لائن کورسز کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے؟

جواب: گزشتہ کچھ سالوں سے کورونا وائرس کی وبا کی وجہ سے تعلیمی نظام معطل رہا لہٰذا انجمن خدام القرآن کے تحت تمام ذیلی اداروں میں طلبہ و طالبات اور زندگی کے دیگر شعبہ جات سے متعلق حضرات و خواتین کے لیے مختلف اوقات میں آن لائن کورسز کا انعقاد کیا گیا جس میں بڑی تعداد میں حضرات و خواتین نے شرکت کی اور تاحال آن لائن کلاسز کا سلسلہ جاری ہے۔

آن لائن کلاسز کا انعقاد (LMS(Learning Management System پر کیا جاتا رہا جس کے لیے مرکزی دفتر کی معاونت حاصل رہی۔

سوال: انجمن خدام القرآن کے تحت کئی اکیڈمیز اور انسٹیٹیوٹ خدمتِ قرآنی میں مشغول ہیں، ان اداروں کے اخراجات اور ملازمین کی تنخواہوں کے لیے فنڈز کہاں سے مہیا کیے جاتے ہیں؟

جواب: مؤسس انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی قرآنی فکر سے متاثر ہو کر بہت سے حضرات و خواتین انجمن خدام القرآن کے کام میں دست و بازو بنے ہیں اور بن رہے ہیں جن میں بہت سے مخیر حضرات ہیں جن کی Donations سے تمام اخراجات پورے کیے جاتے ہیں۔ انجمن خدام القرآن سے وابستگی کی تین صورتیں ہیں: 1۔ محسنین، 2۔ ناصرین، 3۔ معاونین (ان کے مابین فرق اور تفصیل انجمن کے نظام العمل اور قواعد و ضوابط میں دیکھی جا سکتی ہیں)۔ انجمن سے وابستگی کی کوئی بھی صورت اختیار کرنے کے لیے رکنیت فارم پُر کرنا ضروری ہوتا ہے جس کی منظوری کا اختیار مجلسِ عاملہ کو حاصل ہوتا ہے۔

سوال: انجمن خدام القرآن کے مستقبل کے منصوبہ جات کیا ہیں؟

جواب: انجمن خدام القرآن کے آئندہ کے منصوبہ جات میں شہرِ کراچی اور اندرونِ سندھ میں قرآن مراکز و مساجد اور قرآن اکیڈمیز کا قیام شامل ہے۔ مزید براں شعبۂ محاضرات یعنی مختلف عنوانات پر کانفرنسز کا انعقاد، میڈیا سیل کا قیام اور سوشل میڈیا پر انجمن کے ذیلی اداروں اور سرگرمیوں کی مناسب تشہیر، ایک علمی اور تحقیقی سہ ماہی مجلے کا اجراء، شعبۂ ترجمہ کے تحت کتب کے عربی، فارسی، بنگلہ، پشتو، ہندی، سندھی اور انگریزی تراجم کی تیاری، دی ہوپ اسلامک سیکنڈری اسکول کی توسیع اور خواتین کے لیے کالج کا قیام، ویب چینل کا اجراء، Academic Data Management Software کی تیاری وغیرہ۔

مزید یہ کہ ''آئینہ انجمن'' کے نام سے ایک ماہانہ جریدہ کا سلسلہ بھی جاری ہے، جس میں انجمن خدام القرآن کی مختلف سرگرمیوں کے علاوہ قارئین کی دلچسپی کے لیے اسلامی، اصلاحی اور علمی مضامین شائع ہوتے ہیں۔

(انٹرویو پینل)

اساتذہ کرام قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

# تاجِ رسالت کے انمول نگینے

## خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

محمد ارشد

اسلام کی تاریخ میں نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد ایک نام جو کثرت کے ساتھ آتا ہے زبانیں جس نام کو بصد ادب واحترام دہراتی ہیں اور انتہائی استعجاب کے ساتھ ان اعلیٰ محاسن اور غیر معمولی صلاحیتوں کا ذکر کرتی ہیں جو اللہ تعالی نے انتہائی فیاضی کے ساتھ تاریخ اسلام کی اس عظیم شخصیت کو ودیعت فرمائی تھیں چنانچہ جب کبھی ایسے زہد کا ذکر آئے جو دنیا کی تمام نعمتیں میسر آنے کے باوجود فقر اختیار کرے یا اس عدل وانصاف کا تذکرہ ہو جو بالکل بے لاگ ہو یا جب کبھی دل کی پاکیزگی اور تقویٰ کا بیان ہو یا علم اور تفقہ فی الدین پر گفتگو ہو تو بے اختیار ایک ہی نام ہے جو زبان پر آتا ہے، جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ آنجناب کی شخصیت وہ ہے کہ جب ہم آپؓ کے متعلق پڑھتے ہیں تو بیشتر واقعات مبالغہ محسوس ہوتے ہیں اس لیے کہ یہ واقعات ان معجزات سے زیادہ قریب محسوس ہوتے ہیں جو صرف پیغمبروں کے لیے مخصوص ہیں۔ حضرت عمر کے یہی فضائل وکمالات تھے جو ان کے عہد میں اسلامی سلطنت کے قیام کا سبب بنے۔

صدیق اکبرؓ کے بعد مسلمانوں کی امارت حضرت عمرؓ کو اس وقت سونپی گئی جب حضرت ابو بکرؓ فتنہ ارتداد کا استیصال کر چکے تھے اور اسلامی فوجیں عراق وشام میں ایران وروم کی طاقتوں سے نبرد آزما تھیں لیکن جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا تو عراق اور شام اسلامی سلطنت میں شامل ہو چکے تھے بلکہ ایران اور مصر بھی اسلامی سلطنت کے زیرِ نگیں آ گئے تھے جس کی وجہ سے اسلامی سلطنت کی حدود مشرق میں چین، مغرب میں افریقہ شمال میں بحیرہ قزوین اور جنوب میں سوڈان تک وسیع ہو گئی تھیں۔

دس سال کی مختصر مدت میں اتنی عظیم الشان سلطنت کا قیام بلا شبہ ایک معجزہ ہے اس معجزے کی قدر اور بڑھ جاتی ہے جب اس زمانے کی دو سب سے بڑی قوتیں ایران اور روم شکست کھاتی ہیں اور اس عرب سے شکست کھاتی ہیں جو اس سے کچھ ہی پہلے تک چند متفرق قبائل کا مجموعہ تھا جن کی باہمی نفرت وعداوت انہیں ایک دوسرے سے برسرپیکار رکھتی تھی، یہی ایک بات کہ یہ معجزہ حضرت عمرؓ کے عہد میں ہوا جو ان کے "عظیم انسان" ہونے کا بین ثبوت ہے، اس عظمت کے نقوش رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ ہی کے عہد میں ابھر آئے تھے بعد میں مسلمانوں کی فتوحات نے اس کی اہمیت دوچند کر دی جس طرح مرور زمانہ نے اسے بڑھایا اور اس میں اضافہ کیا، جوں جوں ماہ وسال گزرتے گئے، یہ حقیقت لوگوں پر عیاں ہوئی کہ یہ سلطنت غیر معمولی فوجی ذہانت کا ثمرہ نہیں ہے کہ جب تک وہ باقی ہے یہ بھی باقی ہے اور جہاں وہ فنا ہوئی یہ بھی فنا ہو ہو جائے گی، بلکہ خلق متین کی محکم اساس اور تہذیب وحضارت کی محفوظ بنیاد پر قائم ہے۔ پس اگر جولیس سیزر، اسکندر اعظم چنگیز خان اور نپولین جیسی کچھ سلطنتیں وہ قائم کر سکے ان پر ان کی عظمت کے راگ گائے جانے جائز ہیں تو حضرت عمرؓ کی عظمت کا اقرار اور ان کے کارناموں کا اعتراف جائز تر ہے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ 13 نبوی کو مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کا اسم گرامی عمرؓ، کنیت ابو حفصہ ہے اور آپؓ کی والدہ کا نام حشمہ بنت ہاشم ہے، 6 نبوی میں اسلام سے مشرف ہوئے قبل از اسلام نبی ﷺ اور مسلمانوں کے سخت خلاف تھے آپؓ سے پہلے 39 افراد اسلام قبول کر چکے تھے ان کے قبول اسلام کی تقریب اس طرح ہوئی کہ ایک دن تلوار لگائے جا رہے تھے راہ میں نعیم بن عبد اللہ ملے پوچھا عمر کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا محمد کو قتل کرنے کا ارادہ ہے، اُس نے دانشوران قریش کو بیوقوف گردانا

ہے اور ہمارے معبودوں کی توہین کی ہے۔ نعیم نے کہا میں تمھیں خبر دیتا ہوں کہ یہ دین تمھارے گھر میں داخل ہو چکا ہے، تمھاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ غصے میں بھرے گھر لوٹے دروازہ بند تھا اندر سے کچھ آوازیں آرہی تھیں دروازہ کھٹکھٹایا بہن نے دروازہ کھولا اندر داخل ہوتے ہی بہن کو مارنا شروع کیا اتنا مارا کہ لہولہان کر دیا وہ بہن بھی عمرؓ کی ہی تھیں، انتہائی جرأت کے ساتھ جواب دیا "عمر کچھ کر لو اب ایمان دل سے نہیں نکل سکتا" بہن کی استقامت دیکھ کر آپؓ کا دل پسیج گیا پوچھا کیا پڑھ رہی تھیں مختصر بہن سے لے کر چند آیات ہی پڑھیں کہ انقلاب آگیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

سیدنا عمرؓ کے قبول اسلام کے بعد مسلمانوں نے علانیہ کعبہ میں نماز ادا کی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی ایسا مہاجر نہیں جس نے خفیہ ہجرت نہ کی ہو سوائے عمرؓ کے جو علانیہ نکلے، تمام غزوات میں شریک رہے جنگ احد میں ابو سفیان سے گفتگو ان ہی نے کی تھی اور جنگ بدر کے قیدیوں کے قتل کی رائے بھی آپؓ کی تھی۔

## خدمات:

سیدنا عمرؓ کی خدمات میں سے اول یہ ہے کہ قران حکیم اگرچہ صدیق اکبرؓ کے عہد میں جمع کیا گیا مگر یہ تجویز آپؓ کی تھی، ماہ رمضان میں تراویح کی جماعت آپؓ نے قائم فرمائی۔ سیدنا علیؓ کا قول ہے اللہ عمرؓ کی قبر کو روشن کرے انھوں نے ہماری مساجد کو روشن کیا، اذان کے کلمات بھی آپؓ کی تجویز پر نبی کریم ﷺ نے جاری فرمائے، زکوۃ کی آمدنی کے اندراج کی غرض سے بیت المال قائم فرمایا ابو بکر صدیقؓ کی طرف سے آپؓ ہی امیر حج ہوتے تھے، فوجی دفتر کی ترتیب، رضاکاروں کے وظائف اور نظارت عدل وانصاف کی تنظیم آپؓ ہی کے ذہن و عمل کے نتائج ہیں، کوفہ، بصرہ، فسطاط، موصل، اور جزیرہ شہر آباد کیے، ممالک مفتوحہ کو صوبہ جات میں تقسیم فرمایا، عشور کا عملہ مقرر کیا، جیل خانے قائم کیے، پولس کا محکمہ قائم کیا، فوجی چھاؤنیاں قائم کیں، مفلوک الحال اہل کتاب کے روزینے مقرر فرمائے غرض امر خلافت اور اس کے جملہ شعوب کو بکمال وخوبی ایسا مرتب فرمایا کہ آئندہ آنے والے جانشینوں کو اس سے بہتر انتظام کرنے سے فارغ کر دیا۔

## شہادت:

26 ذی الحج 23ھ کی صبح مسجد نبوی ﷺ میں آپ نماز فجر کی امامت کر رہے تھے کہ ابولؤلؤ فیروز نامی مجوسی نے آپ پر خنجر سے حملہ کیا اور یکم محرم کو آپؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کے پہلوئے مبارک میں دفن کیے گئے۔ صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، وفات سے پیشتر فرمایا "جب میں مر جاؤں تو میری آنکھیں بند کر دینا اور متوسط درجہ کا کفن دینا اگر اللہ کے ہاں میری کچھ بھلائی ہے تو مجھے اس سے بہتر لباس مرحمت فرمائے گا اگر اس کے سوا کچھ اور سلوک ہوا تو یہ بھی چھن جائے گا۔

## اخلاق فاروقی:

امام ابن الاثیر جزریؒ فرماتے ہیں عمرؓ لوگوں پر عطایا بخشش فرماتے تھے اور اپنے نفس کو کسی مسلمان پر ذرہ بھی فوقیت نہ دیتے سیدنا عثمانؓ اور علیؓ کا قول ہے کہ "جو کوئی امین قوی کو دیکھنا چاہے وہ عمرؓ کو دیکھ لے۔ سیدنا علیؓ کا قول ہے کہ اللہ نے ابو بکرؓ و عمرؓ کو قیامت تک کے لیے آئندہ سلاطین کے لیے حجت بنایا ہے خدا کی قسم وہ دونوں سبقت لے گئے اور بعد والوں کو سخت مشکل میں چھوڑ گئے ان کی یادامت کو مغموم اور حکام کو مطعون کرتی ہے۔

ابو عثمانؓ کہتے ہیں کہ انھوں نے عمرؓ کی چادر میں چمڑے کا پیوند دیکھا انسؓ کہتے ہیں کہ عمر فاروق کے دونوں شانوں کے درمیان کُرتے میں چار پیوند لگے ہوئے تھے۔ عتبہ بن ابی فرقدؓ کی روایت ہے کہ میں نے عمر فاروقؓ کا کھانا دیکھا۔ روٹی کے ساتھ زیتون، ایسا بدمزہ کہ میں اک لقمہ نہیں نگل سکا۔ میں نے کہا امیر المومنین !آپ کے پاس مائدہ نہیں ہے؟ فرمایا کیا سب مسلمانوں کے پاس ہے؟ عرض کیا نہیں فرمایا عتبہ ! تم پر افسوس ہے ! کیا میں دنیاوی زندگی میں لذیذ کھانا کھاؤں؟ رات کو گشت کر کے رعایا کی تکلیف و شکایات معلوم کرتے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپؓ کو غصہ آیا ہو اور کسی نے خدا کا ذکر کیا یا خدا کا خوف دلایا اور آپ کا غصہ فرو نہ ہو۔

## عمر فاروقؓ کے ارشادات:

1. اگر صبر اور شکر دو سواریاں ہوتیں تو میں پرواہ نہ کرتا کہ کس پر سوار ہوں۔
2. جو شخص راز چھپاتا ہے اس کا راز اس کے ہاتھ میں ہے۔
3. لوگوں کی فکر میں اپنے تئیں نہ بھول جاؤ۔
4. مجھے سائل کے سوال سے اس کی عقل کا اندازہ ہو جاتا ہے۔
5. دنیا تھوڑی سی لو تب آزادانہ زندگی گزار سکو گے۔
6. آدمی کے نماز روزہ پر نہ جاؤ بلکہ اس کی درست معاملگی اور عقل کو دیکھو۔
7. توبہ کی تکلیف سے گناہ کا ترک کر دینا سہل ہے۔
8. دولت سر اونچا کیے بغیر نہیں رہتی جو شخص اس برائی سے آگاہ نہیں وہ ضرور اس میں گرفتار ہو گا۔
9. حکومت کے لیے ایسی شدّت کی ضرورت ہے جس میں جبر نہ ہو اور ایسی نرمی جس میں سستی نہ ہو۔

## کتابیات:


1۔ اسد الغابہ

2۔ عدۃ الصابرین وذخیرۃ الشاکرین (حافظ ابن قیمؒ)

الفاروق (علامہ شبلی نعمانیؒ)


---


بانی: ڈاکٹر اسرار احمد

# تاریخ دورہ ترجمۂ قرآن

## (اس مضمون کی تیاری میں محترم فرقان دانش خان صاحب کے مقالے سے استفادہ کیا گیا)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نام ہے اس تاریخ ساز شخصیت کا جنہوں نے محض 10 برس کی عمر میں علامہ اقبال کی بانگ درا کا مطالعہ کیا اور امت کی زبوں حالی کا سبب گویا اس شعر میں پالیا کہ:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر

اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

ڈاکٹر صاحب نے لاہور کی مختلف مساجد میں دروس قرآن کا سلسلہ اس وقت شروع کیا جب بالعموم قرآن کی تفہیم عوام الناس کی سطح پر غیر معروف ہو چکی تھی اور اسے صرف خواص کی کتاب سمجھا جانے لگا تھا۔ اللہ نے محترم ڈاکٹر صاحب کو قرآن کے ساتھ ایک والہانہ لگاؤ عطا فرمایا تھا یہی وجہ تھی کہ آپ نے تعلم و تعلیم قرآن کو اپنی زندگی کے اولین مقاصد میں رکھا۔ انہوں نے پوری دلجمعی سے بھرپور صلاحیتوں کو صرف کیا اور قرآن کو ماننے والوں کے سامنے تعلق قرآن کی بنیاد پانچ (5) باتوں پر رکھی کہ (1) قرآن مجید کو دل سے اللہ کی کتاب مانا جائے، (2) اسے پڑھا جائے، (3) اسے سمجھا جائے، (4) اس پر عمل کیا جائے اور (5) اسے دوسروں تک پہنچایا جائے۔ جب خلوصِ نیت اور سچی لگن کے ساتھ جدوجہد کی جائے تو اللہ کی طرف سے قبولیت کی علامات دنیا میں ہی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے دروس قرآن کا حلقہ وسیع ہوتا چلا گیا اور ہم خیال افراد میسر آتے گئے۔ 1972 میں مرکزی انجمن خدام القرآن اور 1975 میں تنظیم اسلامی کی بنیاد رکھی۔ رجوع الی القرآن اور تعلیم و تعلّم قرآن کی اس تحریک کے سنگ ہائے میل 1977 میں قرآن اکیڈمی اور 1987 میں قرآن کالج کے طور پر وجود میں آئے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ امت کی موجودہ زبوں حالی کا سبب قرآن سے دوری ہے، یہی وہ فکر تھی جس کے تحت محترم ڈاکٹر صاحب قرآن کی دعوت کو عوام الناس تک پہنچانے کے جذبے میں سرشار رہتے اور اللہ نے ان کے اسی جذبے کو ایک ایسی راہ دکھائی جس کے ثمرات آج تک نہ صرف اندروں ملک بلکہ بیرون ملک کے مسلمانوں تک پہنچ رہے ہیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب کا یہ معمول تھا کہ نماز تراویح کے بعد تلاوت کیے گئے حصہ کے اہم مضامین پر بیان فرمایا کرتے البتہ ان کے دل میں یہ خیال 1984 میں پیدا ہوا کہ کیوں نہ نماز تراویح کے ساتھ ہی قرآن کی ہر آیت کا ترجمہ اور اس کی تشریح بیان کی جائے۔ لہذا آپ نے اسی سال مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں نمازِ تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمہ قرآن کا آغاز کیا۔ ہر چار رکعت نماز تراویح سے قبل اس میں سنائی جانے والی آیاتِ قرآنی کا ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کر دی جاتی تاکہ رمضان کی راتوں کو قرآن کے ساتھ گزارنے کا مقصد بھی حاصل ہو اور مقصد نزولِ قرآن یعنی حصولِ ہدایت کی طرف بھی پیش قدمی ہو سکے۔ اُس وقت اس طرح کے پروگرام کا انعقاد واقعتاً بڑی جسارت تھی کہ ایک طرف قرآن کو عوام الناس کی سطح پر

سمجھنا سمجھانا ہی معیوب سمجھا جاتا تھا تو دوسری طرف جہاں عام لوگ مروجہ نماز تراویح میں بھی مختصر دورانیہ کے متلاشی رہتے ان سے آدھی رات گزارنے کا یہ تقاضا بڑا بوجھل معلوم ہوتا تھا۔ اس پر مستزاد کہ یہ جون کا مہینا تھا، گرمیوں کے دن تھے اور راتیں مختصر ہوا کرتی تھیں۔ البتہ اللہ کا یہ خاص فضل ہوا کہ نہ صرف اس معاملے میں لوگ پرجوش نظر آئے بلکہ اس کے بعد بھی دورہ ترجمہ قرآن کے پروگرام ملک کے طول و عرض میں پھیلتے چلے گئے۔ زمانۂ قریب کی معلوم تاریخ دیکھی جائے تو اس خطہ میں ایسا پہلی بار ہوا تھا۔ جو سنتا وہ حیرانی کا اظہار کرتا لیکن جب وہ اس پروگرام میں شریک ہوتا تو اس کی برکات اسے اپنے سحر میں لے لیتیں۔ کلام اللہ کا ترجمہ اور اس کی تشریح نہ صرف دلوں کو گرمانے کا سبب بنتی ہے بلکہ قرآن کے طے کردہ اصولوں کے تحت زندگی گزارنے کا لائحہ عمل اور دین کا جامع تصور لوگوں کے سامنے آتا ہے۔ دوسری طرف انہی آیات کو جب نماز تراویح میں امام صاحب سے سنا جائے تو ان کا مفہوم ذہن میں ہونے کی وجہ سے نماز میں خشوع و خضوع کا اعلیٰ معیار بھی میسر ہو جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسی دورہ ترجمہ قرآن کو بہت سے لوگوں کی زندگیاں بدلنے کا ذریعہ بنایا اور آج الحمدللہ ڈاکٹر صاحب کے بے شمار شاگردان کے لگائے گئے اس درخت کے برگ و بار بن کر ملک کے طول و عرض میں قرآن کی دعوت کو عام کر رہے ہیں۔

ایک انوکھا معاملہ یہ بھی پیش آیا کہ اس سال رویت ہلال کا اعلان تاخیر سے ہوا لہٰذا دورہ کا آغاز دوسرے دن سے ہوا۔ پروگرام کی طوالت اور موسم کی شدت کے پیش نظر ابتداً خیال یہ تھا کہ یہ پروگرام نہایت کٹھن رہے گا اور اس میں شرکاء کی تعداد بہت کم رہے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کا اظہار اس طور سے ہوا کہ قرآن اکیڈمی میں موسم بہار کے جشن کی سی کیفیت پیدا ہو گئی. پروگرام کے آغاز میں شرکا کی تعداد تقریباً (200) تھی جس میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا، آخری عشرہ میں تو یہ کیفیت تھی کہ ہر شب تقریباً (100) سے زیادہ کاریں اور اسی قدر موٹر سائیکلیں جامع القرآن، قرآن اکیڈمی کے اطراف میں جمع ہو جاتی تھیں، بعض مرتبہ شرکاء کی تعداد (700) سے بھی تجاوز کر گئی اور یہ صورت بھی پیش آئی کہ شرکت کے خواہش مند افراد کو جگہ نہ ملنے کے باعث واپس جانا پڑا شرکاء کی کثیر تعداد اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد پر مشتمل ہوتی تھی جن میں ڈاکٹرز، انجینئرز، پروفیسرز، وکلاء، ممتاز صنعت کار اور تاجر حضرات غرضیکہ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔ خواتین کی اچھی خاصی تعداد بھی پروگرام میں شریک ہوتی رہی۔ چونکہ یہ پروگرام تقریباً رات دو بجے اختتام کو پہنچتا تھا اور اس کے فوراً بعد سحری کا وقت ہوتا تھا اس لیے بہت سے حضرات گھر پہنچ کر صرف سحری کھا پاتے اور ان کی پوری رات ہی قیام الیل کے اس پروگرام کی نظر ہو جاتی اور دن میں اپنے معمولات و مشاغل کی ادائیگی کے باعث آرام کے لیے بہت کم وقت ملتا تھا. تاہم اس کے باوجود عام تاثر یہ تھا کہ یہ پروگرام اتنا مفید اور پرکشش ہے کہ پوری رات جاگنے کے باوجود کسی مرحلے پر بھی بوریت یا تھکاوٹ کا احساس نہیں ہوتا۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل اور اس کے کلام کی برکت کا مظہر تھا کہ مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن اور بانیِ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ کا یہ تجربہ دعوت رجوع الی القرآن کی تحریک کے سفر کی قرآن فہمی اور اسلامی انقلاب برپا کرنے کی منزل کی طرف پیش قدمی کے ضمن میں ایک بھرپور قدم ثابت ہوا۔ یہ پروگرام 90 منٹ کے 55 آڈیو کیسٹس پر ریکارڈ ہوا، دورہ ترجمہ قرآن کے اس پہلے پروگرام کی رپورٹ میثاق کے اگست 84ء کے شمارے میں محترم شیخ جمیل الرحمٰن صاحب کے قلم سے شائع ہوئی تھی۔

اس پروگرام کی افادیت اور لوگوں کے ذوق و شوق کو مدنظر رکھتے ہوئے اگلے سال بھی قرآن اکیڈمی لاہور میں رمضان المبارک کے دوران نماز تراویح کے ساتھ محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے قرآن مجید کا ترجمہ و تشریح بیان کرنے کا اہتمام کیا۔ مئی اور جون کے شدید گرم موسم کے باوجود قرآن مجید سے محبت و شغف اور وابستگی رکھنے والے حضرات نے رمضان کے دوران دن میں روزہ کی مشقت برداشت کی اور راتیں اس کیفیت میں گزاریں کہ یا تو تراویح میں قرآن مجید کی سماعت ہو رہی ہے یا پھر توجہ و انہماک اور ذوق شوق کے ساتھ قرآن کے علوم و معارف اور احکامات کو ذہن و قلب میں اتارا جا رہا ہے۔ یہ پروگرام بھی عموماً سوا دو بجے ختم ہوتا جس کے ساتھ ہی

سحری کا وقت شروع ہو جاتا اس پروگرام کے دوران کئی آزمائشیں بھی آئیں، مثلاً پہلے عشرہ کے دوران امیر تنظیم اسلامی کو مسلسل حرارت رہی مگر آپ نے دن بھر دفتری وانتظامی امور کی مشغولیت کے باوجود اللہ کی توفیق سے رات کا پروگرام جاری رکھا، اسی طرح دوسرے عشرے میں نماز تراویح میں قرآن سنانے والے جناب حافظ رفیق صاحب کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا، جس کی وجہ سے وہ یہ ذمہ داری پوری نہ کر سکے 4 رمضان سے نماز تراویح میں قرآن سنانے کی ذمہ داری حافظ عاکف سعید نے سنبھالی لیکن اگلے روز افطار سے آدھ گھنٹہ قبل عاکف صاحب کے صاحبزادے حسین عاکف جن کی عمر بمشکل دو برس تھی، ناگہانی طور پر بجلی کا کرنٹ لگنے سے انتقال ہو گیا۔ اس موقع پر عاکف سعید صاحب نے اللہ کی تائید و توفیق سے بے انتہا صبر و استقامت سے کام لیا اور آخر تک اس ذمہ داری کو نبھایا۔ دورۂ ترجمۂ قرآن کا یہ پروگرام 60 منٹ کی 83 آڈیو کیسٹس پر ریکارڈ ہوا۔

1986 میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے کراچی کے رفقاء کے اصرار پر ناظم آباد بلاک نمبر 5 پاپوش نگر کراچی کی وسیع و عریض جامع مسجد میں دورۂ ترجمۂ قرآن کی سعادت حاصل کی تراویح میں قرآن حکیم حافظ محمد رفیق نے سنایا ابتدائی راتوں میں شرکاء کی تعداد لگ بھگ (200) افراد رہی، پہلے عشرے ہی میں یہ تعداد (300) تک جا پہنچی جبکہ جمعہ اور ہفتہ کی راتوں میں یہ تعداد سوا چار سو تک پہنچ جاتی تھی۔ آخری عشرے میں شرکا کی تعداد پانچ سو سے لے کر چھ سو سے بھی متجاوز رہی۔ پورے پروگرام میں خواتین کی شرکت بھی اوسطاً پچاس رہی۔ 26 رمضان المبارک کی شب یہ پروگرام اختتام کو پہنچا، اسی سال کراچی کے علاوہ لاہور میں بھی دو مقامات پر دورۂ ترجمۂ قرآن منعقد ہوا، ایک پروگرام قرآن اکیڈمی لاہور میں ہوا جہاں پروفیسر احمد یار (مرحوم) سابق صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی نے اس ذمہ داری کو نبھایا۔ دوسرا پروگرام مرکزی دفتر تنظیم اسلامی گڑھی شاہو میں رکھا گیا تھا یہاں قرآن حکیم کا ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کرنے کا فریضہ ڈاکٹر عبدالخالق نے انجام دیا۔

1987 کے رمضان المبارک میں محترم ڈاکٹر صاحب اپنی صحت کی خرابی اور ملک سے باہر دعوتی دوروں کے باعث یہ سعادت خود تو حاصل نہ کر سکے تاہم ان کا لگایا ہوا یہ شجر برگ و بار لا چکا تھا۔ چنانچہ اس بار لاہور میں تین مقامات پر اس نہج کے قرآن مجید کے دور کا اہتمام ہوا۔

1988 میں پھر محترم ڈاکٹر صاحب نے قرآن اکیڈمی لاہور میں گزشتہ سالوں کے مقابلے میں زیادہ بھرپور انداز سے نماز تراویح کے ساتھ ترجمۂ قرآن مع مختصر تشریح بیان کرنے کا اہتمام فرمایا، مرد و خواتین شرکاء کی تعداد بھی پہلے کے مقابلے میں بہت زیادہ رہی، جبکہ ٹیلیفون ریلے سسٹم کے ذریعے لاہور میں 64 مقامات پر یہ ترجمہ قرآن سنا گیا۔ بعض مقامی اخبارات میں اس پروگرام کی افادیت کے اعتراف میں تعریفی کالم اور تاثرات بھی شائع ہوئے جن میں ''ایک سچا عاشق قرآن'' کے عنوان سے مجیب الرحمٰن شامی کا کالم جلسۂ عام (روزنامہ نوائے وقت) اور تنویر قیصر شاہد کے تاثرات (روزنامہ امروز) قابل ذکر ہیں۔

1989 میں ڈاکٹر صاحب نے ابو ظہبی کے احباب کے شدید تقاضے اور اصرار پر ابو ظہبی کے پاکستانی سینٹر کی خوبصورت جامع مسجد میں ترجمۂ قرآن بیان کیا. اس رات بھر کے پروگرام میں پاکستان اور بھارت کے مسلمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد دلچسپی سے شریک ہوئی۔

جامع القرآن، قرآن اکیڈمی میں اس سال بھی پچھلے چند برسوں کی طرح ماہ رمضان المبارک میں دورۂ ترجمۂ قرآن کی روایت پورے اہتمام سے نبھائی گئی، یہ سعادت پروفیسر حافظ احمد یار صاحب نے حاصل کی۔ لاہور میں دو اور مقامات پر یہ پروگرام منعقد ہوئے، مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو میں محترم ڈاکٹر صاحب کے دورۂ قرآن کے ویڈیو کیسٹس کے ذریعے استفادہ کیا گیا جبکہ نواں کوٹ ملتان روڈ کی ایک مسجد میں محترم رحمت اللہ بٹر صاحب نے دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ یہاں نمازیوں کی سہولت کی غرض سے پہلے نماز تراویح ادا کی جاتی اور آخر میں قرآن کے پڑھے گئے حصے کا ترجمہ بیان ہوتا۔

ناظم آباد کراچی بلاک نمبر5 کی جامع مسجد میں بھی یہ محفل سجی، جہاں حافظ محمد رفیق نے اس ذمہ داری کو نبھایا، یہاں پہلے عشرے کے دوران بعض لوگ دورۂ ترجمۂ قرآن کے خلاف جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن سے ایک فتویٰ لے کر آئے جس کی رُو سے قرآن فہمی کی اس کوشش کو خلاف شرع اور بدعت قرار دیا گیا تھا، تاہم انجمن خدام القرآن کی طرف سے لاہور کی چوٹی کی دو درسگاہوں یعنی جامع اشرفیہ، جامعہ نعیمیہ اور کراچی میں مفتی محمد شفیع صاحب کے قائم کردہ ''دارالعلوم'' میں ایک استفتاء مرتب کر کے بھجوایا گیا، تاکہ صورت مسئلہ میں رہنمائی حاصل ہو سکے۔ الحمدللہ مذکورہ بالا تینوں دارالعلوموں کے بلند پایہ مفتی حضرات نے نہ صرف یہ کہ دورہ ترجمۂ قرآن کے جواز کا فتویٰ دیا بلکہ بعض نے کچھ شرائط کے ساتھ اسے بہتر اور مستحسن بھی قرار دیا۔

1990 میں دورۂ ترجمۂ قرآن کی مستحسن روایت ساتویں سال میں بھی بلا کسی تعطل وانقطاع کے جاری رہی۔ قرآن اکیڈمی لاہور میں خود بانیِ تنظیم اسلامی نے اس کا ذمہ لیا، یہ پروگرام بھی نماز عشاء کے ساتھ شروع ہوتا اور سحری ہی کی خبر لاتا، لیکن اس مشقت کے باوجود مرد و خواتین خصوصاً نوجوانوں کا شغف دیدنی تھا جو ظاہر بات ہے کہ شدید طلب اور روحانی پیاس کے بغیر ممکن نہیں۔

1991 میں محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے قرآن اکیڈمی کراچی کی زیر تعمیر عمارت میں دورۂ ترجمۂ قرآن سنانے کا فیصلہ کیا، دوران پروگرام یہ عمارت شہر سے ایک طویل مسافت اور ساحل سمندر سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر درخشاں سوسائٹی کلفٹن میں واقع ہونے کے باوجود مرجع خلائق بنی رہی، شرکا کی اوسطاً تعداد اڑھائی سے تین صد رہی، جبکہ آخری عشرے میں یہ تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ الغرض خدمت قرآنی کا یہ سفر اللہ کی توفیق، تائید و نصرت سے جاری رہا اور بحمدہ تعالیٰ آج تک جاری ہے۔ اس مبارک سفر میں کئی سنگ ہائے میل عبور کیے گئے۔

1994 میں پہلی بار ائیر پورٹ کراچی میں ایک رفیقہ تنظیم نے خواتین کے لیے دورۂ ترجمۂ قرآن کا پروگرام منعقد کیا۔

1995 میں ڈاکٹر صاحب نے گھٹنوں کی شدید تکلیف کے باوجود امریکہ کے رفقائے تنظیم کے اصرار پر نیو جرسی کی مسجد الرحمٰن میں بزبان انگریزی دورۂ ترجمۂ قرآن کا آغاز کیا، لیکن تکلیف کی شدت کے باعث یہ پروگرام چار روز بعد ہی موقوف کرنا پڑا۔ تاہم شرکاء کے قلوب واذہان پر اس چار روزہ پروگرام کے بھی دیرپا اثرات قائم ہوئے۔

1996 میں محترم ڈاکٹر صاحب نے گزشتہ سال انگریزی دورۂ ترجمۂ قرآن کی تکمیل نہ ہونے کے باعث اس سال مسلم سینٹر آف نیویارک امریکہ میں بزبان انگریزی دورۂ ترجمۂ قرآن کی سعادت حاصل کی اور پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق 15 پاروں کی آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ مکمل ہو گئی۔ یہاں نماز تراویح میں قرآن سنانے کی سعادت جناب حافظ عاکف سعید کے حصے میں آئی۔

1997 میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب نے پنجابی زبان میں دورۂ ترجمۂ قرآن مکمل کیا۔

1998 میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ نے قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں دورۂ ترجمۂ قرآن مکمل کیا اس پروگرام کی خاص بات یہ تھی کہ اس مرتبہ ممبئی (بھارت) کے ادارے اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کی خواہش پر بذریعہ سیٹلائٹ نشر کیے جانے کی غرض سے مخصوص ڈیجیٹل ریکارڈنگ کا اہتمام ہوا۔ یہی ریکارڈشدہ دورہ ترجمہ قرآن، آج بھی قرآن حکیم کے فیوض و برکات کو لوگوں تک پہنچا رہا ہے۔ مزید برآں محترم ڈاکٹر صاحب کے الفاظ کو قرطاس پر منتقل کیا جا چکا ہے اور "بیان القرآن"

کے نام سے یہ تحریر اپنے آپ میں منفرد ہے جس کے قاری کو یہ سطریں اپنے کانوں میں سنتی ہوئی محسوس ہوتیں ہیں اور آسان ترین زبان میں ہونے کے باعث عوام الناس کی قرآن حکیم کے ساتھ وابستگی کا ذریعہ بن کر ڈاکٹر صاحب کے لیے صدقہ جاریہ بنی ہوئی ہیں۔

اسی سال مسلم سینٹر آف نیویارک میں دوران نماز تراویح جناب حافظ عاکف سعید نے دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کی، امریکہ میں یہ پہلا موقع تھا جب یہاں نیکیوں کے موسم بہار میں قرانی علوم و معارف کے انوار کی بارش اردو زبان میں ہوئی۔ اس سے پہلے اسی سینٹر میں ڈاکٹر صاحب نے بزبان انگریزی پندرہ پارے ریکارڈ کروائے تھے۔

1999 میں نیویارک میں مسلم سنٹر آف فلشنگ نیویارک میں ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب نے دوسری بار دورۂ ترجمہ قرآن کی تکمیل کی سعادت حاصل کی۔ یہاں حاضری بہت حوصلہ افزا رہی، ہفتہ کی آخری راتوں میں پروگرام سحری تک طول پکڑ جاتا۔ چنانچہ شرکا کے لیے سحری کا انتظام بھی ہوتا تھا۔

1999 ہی میں کراچی کے علاقے برنس روڈ میں جناب شجاع الدین شیخ صاحب نے اپنی نوعیت کا منفرد پروگرام منعقد کیا۔ جگہ کی عدم دستیابی کے باعث لب سڑک ٹینٹ لگا کر یہ پروگرام منعقد کیا گیا۔ اہل محلہ نے بھرپور تعاون کیا جس کے نتیجے میں اچھی خاصی تعداد میں لوگ اس پروگرام سے مستفید ہوئے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے معلمِ قرآن ہونے کا حق اس طرح ادا کیا کہ ملک کے طول و عرض میں اپنے کئی شاگرد رشید تیار کیے جو اسی جذبے کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کرتے رہے اور قرآن کے پیغام کو رمضان کی بابرکت راتوں میں لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ ان قابل ذکر حضرات میں محترم ڈاکٹر صاحب کے خلف الرشید حافظ عاکف سعید، حافظ محمد رفیق، چوہدری رحمت اللہ بٹر، ڈاکٹر عبدالسمیع، مختار حسین فاروقی، انجینئر نوید احمد، اعجاز لطیف، خورشید انجم، ڈاکٹر عبدالخالق، ڈاکٹر طاہر خان خاکوانی اور شجاع الدین شیخ صاحبان شامل ہیں۔ اسی طرح جب اور جہاں بھی ضرورت محسوس ہوتی رہی وہاں ڈاکٹر صاحب کے آڈیو اور وڈیو کیسیٹوں سے استفادہ کیا جاتا رہا۔ دورہ ترجمہ قرآن کے علاوہ خلاصہ مضامینِ قرآن کے پروگرام علیحدہ ہیں جن میں نماز تراویح کی بارہ اور پھر آٹھ رکعتوں سے پہلے ان میں پڑھی جانے والی آیات کے اہم مضامین کا خلاصہ رکوع بہ رکوع پیش کیا جاتا ہے۔

وہ پودا جسے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ نے 1984 میں لگایا تھا اب نہ صرف ایک تناور درخت بن چکا ہے، بلکہ تحریک دعوت رجوع الی القرآن کے زیر اثر شروع ہونے والا یہ پروگرام خود ایک تحریک کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ پورے ملک میں سینکڑوں مقامات پر طالبانِ قرآن ہر سال دورہ ترجمہ قرآن کی انوار و برکات سے مستفید ہو رہے ہیں۔ رب ذوالجلال سے دعا ہے کہ وہ تحریک دعوت رجوع الی القرآن کو دوام بخشے اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے مقصد کی طرف پیش قدمی ہو سکے۔ آمین۔

---

# مدارس دینیہ ... علم و عرفان کے روشن منارے

ڈاکٹر مقبول احمد مکی

استاذ الحدیث جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی

ایک اسلامی معاشرے کی بقاو سلامتی میں جہاں دیگر عوامل کا کردار اہمیت رکھتا ہے وہاں ایک اہم ترین پہلو اس معاشرے میں قرآن وحدیث کی تعلیمات بھی ہے۔ بلکہ اسلامی معاشرے کی بنیاد ہی قرآن وسنت کی تعلیمات، ان کی نشرواشاعت اور اساتذہ کرام کا ان علوم کو معاشرے کے افرد کے فکر و نظر میں راسخ کرنا ہے۔ اور اس مقصد کے لیے مدارس کا قیام وہ مضبوط ستون ہیں جن پر الہامی علوم کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے۔

برعظیم پاک وہند علوم دینیہ اور قرآن وسنت کی دعوت و تبلیغ اور نشرواشاعت کا بہت بڑا مرکز رہا ہے۔ ہندو پاک میں اپنے علم و فضل سے اسلام کا پرچم سربلند رکھنے والے سینکروں جید علما کرام کی دینی خدمات تاریخ کا حصہ ہیں۔ بیشتر علما کرام نے قومی سیاست میں بھی ہمہ جہت خدمات انجام دی ہیں اور اسلام کی نظریاتی، معاشرتی، سماجی اور سیاسی حفاظت کے لیے اپنے خون سے تاریخ رقم کی ہے۔

اگر آج کے جدید فکر و فلسفہ اور گمراہ کن معاشرے میں اسلامی اقدار کا وجود، مساجد کا قیام اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی روح باقی ہے اور جو قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں تو یہ بلاشبہ ان دینی مدارس کی مرہونِ منت ہیں۔ یہ دین متین کے وہ سودائی ہیں جنہوں نے فقر وفاقہ جھیل کر اور دنیا کے عیش و آرام ٹھکرا کر دین کے پودے کی آبیاری کی اور اسے کسی موقع پر مرجھانے نہ دیا اور ایک ایسا گھنا شجر طیبہ بنا دیا جس کے سائے تلے ہزاروں علم کے پیاسوں کی تشنگی دور ہوئی۔ مدارس کا نظم و نسق، ادب واحترام، شفاف ماحول استاذ و تلمیذ کے درمیان عزت و تکریم کا تعلق، قرآن وحدیث، فقہ اور دین کے بنیادی فلسفہ کا شعوری ادراک، عزتِ نفس اور احترام آدمیت کا مکمل شعور مدارس کی تعلیمات کا اساسی وصف ہے۔

ماضی میں بھی عالم اسلام میں عموماً اور مشرقی علاقوں میں خصوصاً مدارس کی اس قدر بہتات تھی کہ ابن جبیر جو اندلس کا مشہور سیاح تھا، مدارس کی اتنی کثیر تعداد، ان کے اوقاف اور وافر غذائی پیداوار دیکھ کر ششدر رہ گیا اور اس نے اندلس کے لوگوں کو مشورہ دیا کہ وہ مشرق جا کر علوم حاصل کریں۔

مفکر اسلام علامہ اقبال دینی مدارس کی افادیت، اہمیت اور ان کی خدمات کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ ”ان مکتبوں، مدرسوں کو اسی حالت میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچوں کو ان ہی مکتبوں میں پڑھنے دو۔ اگر یہ ملّا اور درویش نہ رہے اور مسلمان ان مکتبوں کے اثر سے محروم ہو گئے تو صورتِ حال بالکل وہی ہو گی جو اسپین میں ہے کہ وہاں آٹھ سو برس مسلم حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈر، الحمرا اور باب الخواتین کے سوا اسلام کے پیروؤں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا۔“

وطن عزیز کے طول و عرض میں علوم دینیہ اور تہذیب و تمدن کے چراغوں کو فروزاں کیے ہوئے یہ دینی مدارس رنگ و نسل کی تفریق کے بغیر اسلامی اقدار اور روایات کے فروغ کے لیے شبانہ روز کوشاں ہیں۔ مدارس کا سب سے بڑا کردار قرآن وحدیث کی زبان عربی کو اس کی پوری صحت اور اس کی فصاحت و بلاغت کے

ساتھ زندہ رکھنا ہے، جبکہ عصری علوم کے ادارے دنیا کی اس عظیم زبان سے یکسر محروم ہیں اور مغربی زبان اور اس کے فکر و فلسفہ کو حرزِ جاں بنائے بیٹھے ہیں، عربی اور قومی زبان اردو ان کے لیے شجر ممنوعہ ہے۔ اور وہ اپنا یہ احساسِ کمتری نئی نسل کے ذہنوں میں انڈیل رہے ہیں۔

دینی مدارس سے بغض و عداوت اور ان پر بے بنیاد تنقید اور مختلف حربوں سے ان کو ہراساں کرنے کا اصل سبب، مغرب کے ایجنڈے کی تکمیل ہے جو اس نے عرصہ دراز سے امت مسلمہ پر مسلط کیا ہوا ہے۔ عسکری میدانوں میں اپنی شکست خوردگی کو محسوس کر کے اب انہوں نے اپنا ہدف تبدیل کر دیا ہے۔ اب وہ امت مسلمہ کی نسل نو اور ان لوگوں کو جو اسلام کو اپنی ذہنی اور عملی عیاشیوں کے لیے سدِ راہ سمجھتے ہیں، اپنے دست راست کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے درخشاں ماضی سے سہما ہوا ہے۔ اقبال نے ابلیس کا قول نقل کیا ہے:

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اُس اُمت سے ہے

جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو

خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ

کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضو

قرآن و حدیث اسلامی تعلیمات کا منبع ہیں اور دینی مدارس کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اسلامی تعلیمات کے ماہرین، قرآن و حدیث پر گہری نگاہ رکھنے والے علما اور علوم اسلامیہ میں دسترس رکھنے والے رجالِ کار پیدا کیے جائیں جو مستقبل میں مسلمان معاشرہ کا اسلام سے ناتا جوڑنے، مسلمانوں میں اسلام کی بنیادی اور ضروری تعلیم عام کرنے اور اسلامی تہذیب و تمدن کی ابدی صداقت کو اجاگر کرنے کا فریضہ انجام دیں۔ اور بلاشبہ مدارس اپنے اس بلند مقصد کے حصول میں بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آج برعظیم میں اسلام کی جو روشنی نمایاں نظر آتی ہے، درحقیقت وہ ان ہی مدارس کا فیضان ہے۔

آج پوری دنیا میں مسلمانوں کو بحیثیت ایک ملت کے ختم کرنے کی کوشش جاری ہے۔ ہمارا دشمن ہمارے ملی وجود اور تہذیبی خصوصیات کی بیخ کنی کرنے پر آمادہ ہے۔ اگر آج اسلام اپنی تمام خصوصیات و امتیازات کے ساتھ نظر آرہا ہے، تو وہ انہیں مدارسِ عربیہ کے طفیل سے ہے۔ اگر یہ مدرسے نہ ہوتے، اگر بچوں اور بچیوں کا قرآن و سنت کی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے والے یہ علما کرام، شیخ عظام اور اساتذہ کرام نہ ہوتے تو ہمارے بچے اور کچھ ہوتے نہ ہوتے مسلمان نہیں ہوتے۔ یہ ادارے لاکھوں بچوں کے کفیل بھی ہیں اور ناخواندگی کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کا مؤثر ذریعہ بھی۔ آج جو طول و عرض میں بڑی چھوٹی مساجد نظر آرہی ہیں اور جن سے اللہ اکبر کی صدائیں سنائی دیتی ہیں یہ ان ہی مدارس کی عطا ہے۔ یہ وہ پاسبانِ منبر و محراب ہیں جن کے وجود سعید سے یہ روشن و تابناک شمعیں روشن ہیں، علم و عرفان کی یہ شمعیں نہ ہوتیں تو آج انسانیت دینِ الٰہیہ سے محروم جہالت کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھا رہی ہوتی۔

علاّمہ سید سلیمان ندویؒ مدارس کی اہمیت و ضرورت اور مسلم معاشرے پر ان کے احسانِ عظیم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ہم کو یہ صاف کہنا ہے عربی مدرسوں کی جتنی ضروت آج ہے، کل اس کی ضرورت آج سے بڑھ کر ہوگی۔ مدارس جہاں بھی ہوں، جیسے بھی ہوں کسی بھی مکتب فکر سے ہوں ان کا سنبھالنا، چلانا اور انہیں قائم رکھنا مسلمانوں کا سب سے بڑا فریضہ ہے۔ اگر ان عربی مدرسوں کا کوئی اور فائدہ نہ بھی ہو تو یہ کیا کم ہے یہ غریب طبقوں میں

مفت تعلیم کا موثر ذریعہ ہے۔"

اپنی مدد آپ کے طور پر ان دینی مدارس کا قائم و دائم رہنا خالق کائنات کا خصوصی فضل و کرم اور احسانِ عظیم ہے۔ اور ان مدارس کے اکابرین اور اساتذہ کرام کی نیک نیتی اور دین حق کی نشر و اشاعت اور دعوت تبلیغ کا دنیا میں بول بالا اور ان کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ خیز ہونا اللہ ربّ العزت کی طرف سے شرفِ قبولیت کا واضح ثبوت ہے۔ قرآن و سنت کا علم نافع دینے والے استاذ کی قدر و منزلت اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان سے واضح ہوتی ہے کہ :

"عالم کے لیے آسمان و زمین کی ہر مخلوق، حتّٰی کہ مچھلیاں پانی میں مغفرت کی دعا کرتی ہیں اور علم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چاند کو ستاروں پر فضیلت حاصل ہے اور علما انبیا کے وارث ہیں اور انبیا نے اپنے ورثے میں دینار اور درہم نہیں چھوڑے، وہ تو (دین) کا علم ہی ورثے میں چھوڑ کر جاتے ہیں، پس جس نے وہ علم حاصل کیا، اس نے (شرف و فضل) کا ایک بڑا حصہ حاصل کر لیا۔" (ابو داؤد، ترمذی)

جس طرح گھر محض در و دیوار، فرش اور چھت، رنگ و روغن اور آرائش و زیبائش کا نام نہیں ہوتا بلکہ گھر انسانوں کے ایک دوسرے کے احترام، رواداری، محبت و اخوت اور دکھ درد میں اشتراک کا نام ہے۔ اسی طرح کسی بھی تعلیمی ادارے میں خواہ وہ عصری علوم کے ہوں یا علومِ دینیہ کے... اس کے دو اہم ستون ہوتے ہیں جو اس کی عمارت کو استحکام اور اس کے ماحول کو سکون و راحت پہنچاتے ہیں۔ ایک اساتذہ و مشائخ اور دوسرے طلبہ... ادارے کو فعال بنانا، حصول علم کے ساتھ تہذیب و اخلاق، شائستگی، ادب و احترام اور حفظ مراتب کا لحاظ رکھنا لازمی امر ہے۔ یہی چیزیں اداروں کو بے مثال اور علم و فضل کا مقام عطا کرتی ہیں۔

اس میں جو سب سے اہم چیز ہے وہ ہے ایک شاگرد یا طالب علم کا اساتذہ کے ساتھ رویہ (attitute)۔ سورۃ الکہف میں موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر کا ذکر کیا گیا ہے جس میں ایک استاذ کے مقام و مرتبے اور طالب علم کے صبر اور حصول علم میں عجلت کو بیان کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ طالب علم پر استاذ کا احترام اور اس کے مرتبے کا لحاظ کتنا ضروری ہے۔ اس حوالے سے امام رازیؒ "تفسیر کبیر" میں لکھتے ہیں:

"جان لو کہ یہ آیتیں بتا رہی ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب حضرت خضر سے تعلیم حاصل کرنی چاہی تو بہت سارے

(شاگردانہ اور طالبانہ) آداب و نرم خوئی کا مکمل خیال رکھا۔" (یہاں اشارہ سورہ لکہف کی آیت ٦٦ کا ہے)

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ یہ سفر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فرض نہ تھا مگر حصول فضائل کے لیے آپ نے اس پُر مشقت سفر کو برداشت کیا، طالب علم کو چاہئے کہ ارادہ بلند رکھے۔ ایک جگہ فرمایا: لقد لقینا من سفرنا ھٰذا نصبا (ہمیں اس سفر میں بہت تکلیف دہ تھکاوٹ برداشت کرنی پڑی ہے) معلوم ہوا کہ راہِ علم میں مسافتیں جس قدر کٹھن ہوتی ہیں اسی کی مطابق ہمت و حوصلہ کو بروئے کار لا کر ہی اس دشت خارزار کی منزلیں طے کی جا سکتی ہیں۔

طالب علم کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ استاذ کے روبرو عاجزی اور انکساری والا انداز اختیار کرے اور اسے خود کو محتاج علم اور استاذ کو محتاج الیہ سمجھے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ: "جس نے مجھے ایک لفظ بھی سکھایا میں اس کا غلام ہوں، وہ چاہے مجھے بیچے، آزاد کرے یہ غلام بنائے۔ حصول علم کے حوالے سے رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "علم سیکھو اور علم کے لیے سکون و وقار سیکھو اور جس سے استفادہ کرو اس کے آگے تواضع و انکساری سے پیش آؤ۔" (طبرانی) مجمع الزوائد میں لکھا ہے کہ ثابت بنانیؒ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور مشہور تابعی ہیں۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاتے تو ان کے ہاتھوں کو

بوسہ دیتے، اس لیے حضرت انس اپنی لونڈی سے کہا کرتے تھے کہ میرے ہاتھوں میں خوشبو لگادے، وہ آئے گا تو بغیر ہاتھ چومے نہ جائے گا۔'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''عالم اپنی قوم میں مثل نبی کے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کی شان میں فرمایا ہے کہ اگر لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر دولت کدہ سے تشریف لاتے تو یہ ان کے حق میں زیادہ بہتر ہوتا۔'' (سورۃ الحجرات ۵)

مذکورہ بالا تمام حالات وواقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاگرد یا طالب علم کو استاد کی عزت واحترام میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرنا چاہئے، اس کو باپ کے برابر معزز اور محترم سمجھنا چاہئے، یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ جس کے صلب سے انسان پیدا ہوتا ہے وہ اسے اس مادی دنیا میں لانے کا سبب بنتا ہے جبکہ علم دینے والا استاذ روحانی باپ ہوتا ہے اور وہ طالب علم کی روح کو سیراب کرتا ہے اور اس میں قرآن وسنت کے حوالے سے للہیت، تقویٰ اور اس کی کردار سازی کی نشو ونما کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ طالب علم کو اس کا مقصد زندگی سمجھاتا ہے اور دنیا اور آخرت کی زندگی کی بھلائیاں کیسے حاصل ہوتی ہیں اس کا شعوری احساس اس کے قلب ونظر میں اجاگر کرتا ہے۔

دراصل استاذ اور شاگرد کے مابین رشتہ ایک مقدس رشتہ ہوتا ہے۔ جو تحصیل علم کے لیے بنیادی اکائی اور بہت بڑا عنصر ہے۔ اور اس تقدس کی نزاکت کو محسوس کرنا اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا دونوں کے لیے لازمی ہے۔ استاذ کو اپنے مقام ومرتبے کو پیش نظر رکھتے ہوئے شاگرد کے ساتھ مشفقانہ رویہ رکھنا ضروری ہے، اس لیے کہ پیار ومحبت اور حسن سلوک سے تو وحشی جانور بھی انسان کے مطیع وفرمانبردار ہو جاتے ہیں، ان کے شاگرد تو اشرف المخلوقات میں سے ہیں، ان کو سدھارنا، تربیت کرنا، ان کی کردار سازی کرنا اور معاشرے کا ایک صالح انسان بنانا جانور کو سدھانے سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ بہت زیادہ سخت رویہ ذہنی تناؤ پیدا کرتا ہے، پھر فیصلے جذبات کے زیر اثر ہونے لگتے ہیں۔ عام طور پر شاگرد عمر کے اس حصے میں ہوتے ہیں جس میں قوت فیصلہ کی کمی ہوتی ہے۔ جذباتیت شعور کو اپنے تابع کر لیتی ہے اور پھر علم وعمل کی راہیں دھندلا جاتی ہیں۔ یہ موقع استاذ کے لیے بلاشبہ مشکل ہوتا ہے مگر وہ اپنے علم کی گہرائی اور وسعت قلبی سے کام لے کر اپنے شاگردوں کو بھٹکنے نہیں دیتا۔ یہ شاگرد ہی تو اس کا اثاثہ ہوتے ہیں جو وہ اپنے پیچھے چھوڑ کر جاتا ہے، پھر بھلا وہ کیسے اس اثاثے کی طرف سے غافل ہو سکتا ہے۔

آخر میں ایک ذرا تلخ بات نوکِ قلم پر آرہی ہے کہ استاذ اور شاگرد کا یہ مقدس اور روحانی رشتہ دینی تعلیمی اداروں سے بھی رخصت ہو رہا ہے۔ دنیاوی (عصری) تعلیمی اداروں میں تو اس کا تصور ہی عنقا ہے، لیکن رفتہ رفتہ اب دینی طلبہ اور اساتذہ میں بھی اس مستحکم، مربوط رشتے کی بنیادیں ہل گئی ہیں۔ اور اب یہ رشتہ محض رسمی اور نام کی حد تک باقی رہ گیا ہے اور وہ بھی درس گاہ کی حدود اور پڑھائی کے اوقات تک! پھر اس سے آگے (درس گاہ سے باہر) استاذ اور شاگرد میں رابطے کا فقدان اور عقیدت وادب واحترام موجود ہی نہیں رہا ہے۔ اب چونکہ طلبہ اور اساتذہ میں وہ تعلق قائم نہیں رہا، اس لیے علمی ذوق اور علمی رنگ بھی ان میں پیدا نہیں ہوتا۔ علمی استعداد اور عملی تربیت سب ہی کمزور پڑ گئی ہیں۔ اس لیے مدارس میں طلبہ کی تربیت اور اساتذہ کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا اور ایسے طریقے اختیار کرنا بہت ضروری ہیں کہ طلبہ اور اساتذہ میں باہم ربط ومناسبت پیدا ہو جائے۔

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

ماخذ:

۱۔ دینی مدارس ابن الحسن عباسی

۲۔ مثالی شاگرد ابو سجاد صدیق احمد

## حکمت ودانش

فرائڈاپنی کتاب(Totem and Taboo)میں اس امر پر مصر ہے کہ جرم انسانیت کے لیے ایک امر طبیعی کا درجہ رکھتا ہے۔
دلیل اس کی یہ ہے جب تک کسی فعل کے ارتکاب کا انسان میں قوی محرک موجود نہ ہو، اسے اس کام سے روکا نہیں جاتا، اس لیے اگر انسانیت میں جرم کی جانب شدید میلان نہ ہوتا تو جرائم کی روک تھام نہ کی جاتی اور نہ ان پر سزائیں مقرر کی جاتیں۔
بلاشبہ یہ بات درست ہے، مگر اس سچائی پر اصرار سے فرائڈ کا مقصود باطل کی ترویج ہے۔فی الواقع زیادتی اور اعتدا کا رجحان انسانی نفس کی گہرائیوں میں موجود ہے۔خود قرآن حکیم نے ہابیل اور قابیل کا قصہ بیان کر کے یہی بتایا ہے کہ انسانیت میں جرم کا آغاز انتہائی قدیم ہے، مگر یہ تصویر کا ایک رخ ہے اور انسان اس وقت تک ''انسان'' نہیں بن سکتا جب تک اس کی تصویر کا وہ روشن و منور رخ پیش نہ کیا جائے جو انسان اور حیوان میں تمیز پیدا کرتا ہے۔اور ان دونوں کے درمیان حدِ فاصل قائم کرتا ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ ابتدائے آفرینش میں خواہ کوئی بھی سبب رہا ہو، مگر بہر حال انسانیت کا روشن پہلو عملاً موجود رہا ہے۔اور انسانیت مجموعی طور پر کبھی بھی جرم کی جانب متوجہ نہیں ہوئی، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر انسانیت کو بالکل آزاد چھوڑ دیا جاتا اور کوئی قید و بندش اس پر نہ لگائی جاتی تب بھی تمام انسان جانوروں کی طرح قتل و خونریزی برپا نہ کرتے، بلکہ ان میں کم یا زیادہ ایسے افراد ضرور باقی رہتے جو جرم سے نفرت کرتے اور امن و سلامتی کو دوست رکھتے۔

(بحوالہ: مذہب کا اسلامی تصور از سلطان احمد اصلاحی)

## اقوال صحابہؓ

- جو اللہ تعالیٰ کے کاموں میں لگ جاتا ہے، اللہ اس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔(حضرت ابو بکر صدیقؓ)
- عبادت ایک پیشہ ہے، دکان اس کی خلوت ہے، راس المال اس کا تقویٰ ہے اور نفع اس کی جنت ہے۔(حضرت ابو بکر صدیقؓ)
- آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں: کامل، کاہل اور لاشے
- **کامل:** وہ ہے جو لوگوں سے مشورہ کر کے اس پر غور کرے۔
- **کاہل:** وہ ہے جو اپنی رائے پر چلے اور کسی سے مشورہ نہ کرے۔
- **لاشے:** وہ ہے کہ نہ وہ خود صاحب الرائے ہو اور نہ دوسرے سے مشورہ کرے۔(حضرت عمر الفاروقؓ)
- اگر تو گناہ پر آمادہ ہے، تو کوئی ایسا مقام تلاش کر جہاں اللہ تعالیٰ نہ ہو۔(حضرت عثمان غنیؓ)
- عادت پر غالب آنا کمال فضیلت ہے۔(حضرت علیؓ)
- آدمی کی قابلیت اس کی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔(حضرت علیؓ)
- جو شخص گناہ سے پاک اور بری ہو، وہ نہایت دلیر ہوتا ہے، اور جس میں کچھ عیب ہو وہ سخت بزدل ہو جاتا ہے۔(حضرت علیؓ)

# انجمن خدام القرآن اور مشن خدمتِ قرآن

سید محمد مصطفیٰ
طالب علم (رجوع الی القرآن کورس سال اول)

قرآن کریم کے نزول کا مقصد نوع انسان کی کامل رہنمائی ہے، چنانچہ اس میں زندگی کے تمام شعبوں کے لیے واضح اصول بیان فرمائے گئے ہیں۔ زندگی کے جن گوشوں کی جس قدر اہمیت ہے اسی اہمیت کے ساتھ اُس کے متعلق ہدایت و رہنمائی ہے۔ اور انسانی زندگی کے جن مادی پہلوؤں میں انسان خود فکر و تدبر سے کام لے سکتا ہے اسے نظر انداز کر دیا ہے یا اس کی طرف لطیف اشارے کیے گئے ہیں۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال کی جلوہ گاہ ہے۔ اُس کی رحمت و غضب، اس کی عفو و رافت کا مظہر ہے اور اُس کی اخذ و گرفت کے بیان سے معمور ہے۔

پورا قرآن حکیم ایک گلدستہ مضامین ہے، ہر اسلوب معجز اور ہر بیان انسانی قدرت اور اس کی رسائی سے بلند بالا ہے۔ اس میں ایمان کے ساتھ تدبر و تفکر کرنے والوں کو نئے معنی و مضامین کا القا ہوتا ہے۔ یہ ایک بحرِ بے کراں ہے جس کا کوئی کنارا نہیں ہے۔ اس سے ہر ایک کو اس کے ظرف کے مطابق ملتا ہے۔ اخلاص و ایمان کے جذبے سے پڑھنے والوں کے لیے وہ سراپا ہدایت ہے۔ اور معاندانہ ذہن سے پڑھنے والوں کے لیے محرومی اور گمراہی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"اس سے (اللہ) بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت بخشتا ہے۔ اور گمراہ بھی کرتا ہے تو نافرمانوں کو۔" (سورۃ البقرہ 26)

قرآن مجید وہ کتاب ہے کہ جس نے اس دنیا میں نازل ہوتے ہی نیند کے ماتوں کو جگا دیا اور خوابِ خرگوش کے مزے لوٹنے والوں کو بیدار کر دیا، یعنی لوگوں کو فسق و فجور کے اندھیروں سے نکال کر ان کے فکر و عمل کو توحید، معاد اور رسالت سے منور کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گمراہی کی دھند چھٹ گئی اور لوگوں کی فکر بدل گئی، سوچ بدل گئی، نقطہ نظر بدل گیا، اقدار بدل گئیں، عزائم و امنگیں بدل گئیں، خوف بدل گئے، شوق بدل گئے، امیدیں بدل گئیں، اخلاق و کردار بدل گئے، انفرادیت و اجتماعیت کے پیمانے بدل گئے، الغرض پوری کائنات بدل گئی۔ بقول مولانا الطاف حالیؔ

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادیؐ  عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

یہ قرآن حکیم ہی وہ کتاب تھی کہ جس کے ساتھ صحابہ کرامؓ نے اپنا تعلق مضبوط بنایا اور جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضور ﷺ کی سرکردگی میں وہ عظیم جماعت وجود میں آئی کہ جسے اللہ رب العالمین نے اسلام کی نشاۃ اولیٰ کا جھنڈا گاڑنے کے لیے چن لیا۔ پھر یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جب اسلام نے سلطنت کی صورت اختیار کی تو اس قرآن مجید کی حیثیت ثانوی ہو کر رہ گئی۔ یعنی سارا زور ایمان کے بجائے اسلام پر، یقین کے بجائے اقرار پر اور باطن کے بجائے ظاہر پر ہو گیا۔ نتیجتاً قرآن مجید کو بھی کتابِ قانون کی حیثیت سے دیکھا جانے لگا اور اس کے برعکس ساری توجہ حدیث و فقہ کی جانب مرتکز ہو گئی اور قرآن کتابِ مقدس بن کر رہ گیا جس سے صرف برکات اور ایصال ثواب یا تعویذ گنڈوں اور جھاڑ پھونک کا کام لیا جانے لگا اور قرآن کی اصل دعوت "ایمانِ حقیقی" اور "جہاد فی سبیل اللہ" محض ایک اضافی نیکی بن کر رہ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج پونے ۲ ارب کی تعداد میں مسلمان موجود ہیں، مگر حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق سمندر میں بہتے جھاگ کی مانند ہیں اور واقعتاً غیر مسلم اقوام ہم پر اسی طرح ٹوٹ پڑی ہیں کہ جس طرح نبی اکرم ﷺ الصادق المصدوق نے فرمایا تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ دشمنانِ اسلام تم پر ایسے ٹوٹ پڑیں گے جیسے کھانے کے دستر خوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

بہر حال ان تمام مسائل کا اگر غور و خوض سے مشاہدہ کیا جائے تو ایک ہی وجہ سمجھ میں آتی ہے اور وہ ہے قرآن مجید سے دوری، بقول اقبالؒ

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

اور یہی رائے ہمیں اسلاف سے بھی ملتی ہے، چودھویں صدی ہجری کی سب سے عظیم شخصیت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے جملہ اکابر علماء دیوبند کی موجودگی میں اپنی پونے چار سالہ اسیری کے دوران اپنے غور و خوض کا حاصل پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی و دنیاوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں، تو اس کے دو اسباب معلوم ہوئے، ایک ان کا قرآن حکیم کو چھوڑ دینا اور دوسرا آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔"

اس تقریب میں مولانا مفتی شفیعؒ بھی موجود تھے، جو شیخ الہندؒ کے ان فرمودات کو اپنی تالیف ''وحدتِ امت'' میں نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''غور کیا جائے تو یہ آپس کی لڑائی بھی قرآن کو چھوڑنے ہی کا لازمی نتیجہ ہے''

یہی فرمودات اور غور و خوض تھا کہ جس نے تحریک ''رجوع الی القرآن'' کی صورت اختیار کر لی، چنانچہ شیخ الہندؒ نے اسی تقریر میں ان دونوں مسائل کا حل پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''اسی لیے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے۔ بچوں کے لیے لفظی تعلیم کے مکاتب بستی بستی میں قائم کیے جائیں، بڑوں کو عوامی درسِ قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لیے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدال کو کسی قیمت برداشت نہ کیا جائے''

برعظیم کے مسلمانوں کے لیے یہ بات قابل شکر ہے کہ نہ صرف شیخ الہندؒ جیسی شخصیت بلکہ اُن جیسا دین کا درد رکھنے والے اشخاص بھی اسی خطہ میں پیدا ہوئے اور انھوں نے بھی اپنا مشن اور ہدف اسی تحریک ''رجوع الی القرآن'' کے زیر اثر جاری رکھا۔ جن میں علامہ اقبال جیسی شخصیت شامل ہیں کہ جنھوں نے اپنی پوری شاعری کا ہدف مسلمانوں کو قرآن سے جوڑنے اور اسلام کی طرف بلانے میں رکھا۔

خوار از مہجوری قرآں شدی

شکوہ سنجِ گردشِ دوراں شدی

اے چوں شبنم بر زمیں افتندۂ

در بغل داری کتابِ زندۂ

پھر مولانا مودودیؒ، ابوالکلام آزادؒ، امین احسن اصلاحیؒ اور ان جیسی دیگر شخصیات نے بھی کسی درجے میں اسی Mission کو جاری رکھا اور پھر انہی کی تعلّم و تعلیمِ قرآن کا نتیجہ تھا کہ 1950ء میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی شخصیت سامنے آئی، جن کی انتھک محنت کے نتیجے میں ''انجمن خدام القرآن'' جیسا ادارہ وجود میں آیا کہ جس کا بنیادی مقصد منبع ایمان اور سرچشمہ یقین کے لیے قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت رکھا گیا تاکہ امت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدیدِ ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو سکے، جس کے نتیجے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبہ دین حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو جائے۔

انجمن خدام القرآن کا ادارہ اگرچہ مارچ ۱۹۷۲ء میں قائم ہوا، مگر باقاعدہ رجسٹرڈ ادارے کی حیثیت نومبر ۱۹۷۲ء میں اختیار کی۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ انجمن قرآن کی خادم ہے، یعنی اس کا مشن خدمتِ قرآن ہے۔ لہٰذا یہی وہ خدمت اور مقصد سعید ہے جو ۱۹۷۲ء سے اب تک جاری و ساری ہے اور اللہ رب العالمین اسے آگے بھی جاری و ساری رکھے، آمین۔

خدمتِ قرآن کے اس مشن کو سر کرنے کے اعتبار سے صدر مؤسس انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس انجمن کے بنیادی کام بھی گنوائے ہیں، جن کو کرنے کے لیے ڈاکٹر صاحبؒ اپنی پوری زندگی کوشاں رہے۔ ان کاموں میں قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے عربی زبان کی تعلیم کو عام کرنا ہے، ایسی اکیڈمیز قائم کرنا جو قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے اور علومِ دینیہ کے متلاشیوں کو قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق، علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت اور ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیم کرنا جو قرآن کو مقصدِ زندگی بنالیں۔

انجمن خدام القرآن اپنے قیام سے لے کر اب تک ان تمام کاموں کو درجہ بدرجہ بخوبی انجام دیتی رہی ہے۔ اگر بات کی جائے انجمن کی مقبولیت اور وسعت کی تو آج پاکستان میں انجمن خدام القرآن کی کئی شاخیں موجود ہیں جن کے زیر اثر بہت سی قرآن اکیڈمیز اور انسٹیٹیوٹ موجود ہیں۔ پھر انہیں اکیڈمیز میں عربی زبان کی تعلیم و ترویج کا کام بھرپور انداز میں جاری ہے۔ اس کے علاوہ انہیں اکیڈمیز میں ان افراد کی تعلیم و تربیت کا عمل بھی جاری ہے جو تعلّم و تعلیم قرآن کو اپنا مقصد بنانا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے اکثر اکیڈمیز میں 'رجوع الی القرآن' کورس کا بھی سلسلہ جاری ہے، جس کا مقصد ایسے نوجوانوں کو تخلیقی، تحقیقی، تدریسی، تبلیغی، تنظیمی یا انتظامی کاموں کے لیے تیار کرنا تاکہ اس مشن کو آگے بڑھایا جاسکے اور اصل ہدف تک پہنچا جاسکے۔ پھر اسی انجمن کے تحت علومِ قرآنی کے اعتبار سے بڑے پیمانے پر کتب کی نشر واشاعت جاری و ساری ہے۔

ان تمام امور کو بخوبی انجام دینے کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج پاکستان کے بیشتر علاقوں میں دروسِ قرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ اس کے علاوہ Social Media اور کسی درجے میں Electronic Media پر بھی قرآن کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ پھر رمضان المبارک میں تقریباً پاکستان کے تمام ہی شہروں میں دورۂ ترجمہ قرآن کا سلسلہ قائم ہے۔ پھر یہ بات بھی یاد رہنی چاہیے کہ ان تمام کاموں کو انجام دینے والے افراد بھی اسی انجمن کی بدولت میسر آسکے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے خدمت قرآن کی اس تحریک کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ 'رجوع الی القرآن' کی اس تحریک میں ابھی بھی بہت سے کام ہونا باقی ہیں، جن کی جدوجہد انجمن کر رہی ہے۔ لیکن یہ اللہ رب العالمین کا اپنے بندوں پر فضل ہے کہ اس نے اپنے بندوں سے صرف کوشش کا مطالبہ کیا ہے اور اس کو پورا کرنے کی ذمہ داری خود سنبھالی ہے۔ لہٰذا جہاں تک کوشش کی بات ہے تو اس حوالے سے کسی درجے میں آپ کے سامنے بات رکھ دی گئی ہے اور بیشتر خدمات ایسی ہیں جن کا اس تحریر میں احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس کوشش اور جدوجہد میں ہم کتنا حصہ لے رہے ہیں۔ کیونکہ ایک نہ ایک دن تو بہر حال ہم سب نے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری دینی ہی ہے اور ڈر یہ ہے کہ اگر اللہ نے ہم سے یہ سوال کر لیا کہ جب میرے دین کی دھجیاں بکھیری جارہی تھیں اور میرے قرآن سے لوگوں نے منہ موڑ لیا تھا تو اس وقت تم کہاں تھے؟ کبھی ہم نے سوچا کہ اس سوال کا کیا جواب دیں گے؟ ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے تھے، ہمارے حالات نے ہمیں بے بس کیا ہوا تھا۔ کیونکہ اللہ ہمارے اس جواب کے سامنے انہیں خادمین قرآن کو پیش کر دے گا۔ لہٰذا ہمیں آج ہی اس پہلو پر توجہ دینی ہو گی اور ہمیں بھی اپنا نام ان لوگوں کی فہرست میں لکھوانا ہو گا کہ جن کو اللہ تعالیٰ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا جھنڈا تھمانے والا ہے۔

آج امت مسلمہ فکری پراگندگی اور عملی و اخلاقی دورنگی کا شکار ہے، لہٰذا ملت کی صحت، تعمیر و ترقی اور شیرازہ بندی اور قیادت و سیادت کے چنے ہوئے مقام کو

واپس پالینے کے لیے اس کی صلاحیت کو ٹھیک بنیادوں اور خطوط پر اٹھانا ہوگا۔اس سلسلے میں پہلا کام قرآن حکیم کی ہدایت کی روشنی میں معاشرے کی تعلیم و تزکیہ کا حکیمانہ منصوبہ بنایا جائے اور اور ایک منظم پروگرام کے تحت ابلاغ عامہ کے تمام ذرائع کی توانائیوں کو بروئے کار لایا جائے۔طاغوتی نظریات کی سرکوبی اور عقائد باطلہ کا استحصال کرنا ہوگا۔آخرت سے بے نیازی کا مزاج بدلنا ہوگا۔شہوات کے گرد و غبار سے دھندلائی ہوئی گم کردہ راہ کو روشن و تابناک کرنا ہوگا۔تاکہ فوز و فلاح کی شاہراہ پر از سر نو ملت کا کارواں رواں دواں ہو جائے۔

اور ان تمام مراحل سے گزرنے اور ان میں کامیابی کے حصول کے لیے واحد ذریعہ اور مضبوط ہتھیار صرف ایک ہی ہے اور وہ قرآن کریم ہے۔ملت کی قدر و منزلت کے لیے ہمارے اکابرین نے قرآنی مشن کو اپنے لیے مشعل راہ بنایا، خدمتِ قرآن کے اصول و ضوابط وضع کیے، اپنی تمام توانیاں اس عظیم مشن کے لیے وقف کر دیں۔غفلت و بے راہ روی میں ڈوبے انسانوں کو اسی قرآن کریم کی قوتِ تسخیر سے ان کے قلب و ذہن کو مسخر کیا۔فکرِ آخرت سے بے نیاز اور دنیا کی زندگی کے بکھیڑوں میں الجھے نادانوں کو زندگی کی بے ثباتی کا یقین اسی قرآن کریم کی چشم کشا اور بین آیات کے ذریعہ سے ان کے قلوب میں راسخ کیا۔زندگی کا رخ یکسر بدل دیا۔لہو و لعب، عیش کوشی اور طاؤس و رباب کی مستیوں میں ڈوبوں کو خشیت الٰہی اور انجام بد سے بچنے کا شعوری ادراک عطا کیا۔اور یہی اعجاز قرآن ہے کیونکہ یہ اس ہستی کا کلام ہے جو ہر شے پر قادر اور فالق الحب والنویٰ ہے۔اسی کتاب مقدس کی عالم انسانیت میں نشر و اشاعت کے ضامن وہ سعید فطرت اور صالح انسان ہیں جو بھٹکی ہوئی انسانیت کے لیے سچے اور درد دل رکھنے والے رہنما ہیں۔اور انہیں میں ایک معتبر ادارہ اور وقیع نام انجمن خدام القرآن ہے۔جو بلاشبہ اپنی کاوشوں کے سبب اسم با مسمیٰ ہے۔اللہ پاک اس کی قرآن کی تعلم و تعلیم کی جد وجہد اور اس کی نشر و اشاعت کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔اور مشن قرآن کا یہ شجر طیبہ برگ و بار لاتا رہے اور اس چشمہ صافی سے علم و فضل کے متلاشی ہمیشہ سیراب ہوتے رہیں۔

## منفرد

یوں نہ کفار مستعدِ ہوتے
گر مسلمان متحد ہوتے
نصرتِ ربّ کو ساتھ لیتے گر
اہلِ اسلام منفرد ہوتے

حاصل تمنائی

# ختم نبوت کورس

محمد خضر حیات شیخ

استاذ قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

اللہ تعالی نے انسان کو خلق کیا پھر اس کی رہنمائی کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری کیا یہ سلسلہ حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر رسول اکرم ﷺ پر آکر ختم ہو گیا۔آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی ورسول نہیں آئے گا یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے جسے عقیدہ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔اس عقیدہ پر ضرب لگانے کی کوششیں خود آپ ﷺ کے زمانے سے ہی شروع ہو گئی تھیں، نبوت کے جھوٹے دعویدار زمانہ نبوت میں کھڑے ہوئے تو ان کا مقابلہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے کیا۔جب جب یہ فتنہ اٹھا اور اس کی سرکوبی کے لیے عشاق رسول میدان میں آتے رہے۔موجودہ دور کا فتنہ ،فتنۂ قادیانیت جس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہے جس نے انیسویں صدی عیسوی کے آغاز پر نبوت کا دعوی کیا اور آج بھی اس کے ماننے والے بڑی تعداد میں موجود ہیں اور مسلمانوں سے ان کا ایمان سلب کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔تمام علماء کا متفقہ فتویٰ ہے کہ یہ زندیق کافر ہیں ان سے خرید وفروخت،لین دین، تجارت کسی بھی طرح کا معاملہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ملک پاکستان کا آئین بھی انہیں کافر قرار دے چکا ہے۔

شُبّانِ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ اشرفیہ لاہور میں "ختم نبوت" کے عنوان سے تقریبا12 روزہ کورس منعقد کیا گیا۔جس میں اس فتنہ کے بارے میں مکمل آگاہی فراہم کی گئی۔احقر اس کورس میں شریک رہا اس کورس کی مختصر روداد قارئین کے لیے پیش خدمت ہے:

کورس کا آغاز دعا سے ہوا، جامعہ کے شیخ الحدیث نے دعا کرائی بعد دعا کے امیر شُبّانِ ختم نبوت سید انیس احمد شاہ صاحب نے عقیدہ اور عمل قرانی آیات اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں واضح کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عمل میں کوتاہی انسان کو جنت سے محروم نہیں کر سکتی خواہ کوئی شخص کتنا ہی گناہ گار ہو اور جہنم کے گڑھوں میں پڑے ہوئے شخص کا عقیدہ درست ہے تو اللہ کی رحمت سے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔اس کے برعکس عقیدہ میں ذرا بھی خرابی ہوئی تو عمل چاہے کتنا ہی اچھا ہو وہ جنت میں نہیں داخل ہو سکتا۔

مندرجہ ذیل موضوعات پر لیکچرز کا انعقاد کیا گیا:

- قادیانی کافر کیوں؟
- حضرت عیسیٰؑ کا رفع ونزول
- ظہور امام مہدی علیہ الرضوان
- عقیدہ ختم نبوت
- قادیانیوں کی سیاسی سرگرمیاں
- الحاد(Atheism)
- حجیت حدیث اور انکار حدیث
- قادیانیوں کی پاکستان میں آئینی اور قانونی حیثیت
- مرزا قادیانی کے دعویٰ(مجدد،مثیل مسیح، مسیح موعود،دعوی نبوت)
- مرزا قادیانی کا دعوی مسیحیت،دعویٰ نبوت میں قلابازیاں
- مرزا قادیانی کا کردار
- قانون ناموس رسالت
- فتنہ غامدیت
- فتنہ انجینئر محمد علی مرزا

مختلف علماء کرام اور دیگر شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے حضرات کے بھی لیکچرز ہوئے، جن میں سے کچھ حضرات کے نام درج ذیل ہیں۔

مولانا زاہد الراشدی صاحب، مولانا عبدالحق بشیر خان صاحب، مولانا یوسف خان صاحب، مولانا عبدالواحد رسول نگری صاحب، مولانا منیر احمد علوی صاحب، مولانا الیاس چنیوٹی صاحب، حضرت کفیل شاہ بخاری صاحب (نواسہ حضرت عطا اللہ شاہ بخاریؒ)، مفتی محمد حسن صاحب (سرپرست اعلی شبان ختم نبوت)، پروفیسر عبدالمتین خالد صاحب، پروفیسر تیسّر علی صاحب (ذمہ دار شبان شعبہ ایجوکیشن)، مولانا ڈاکٹر شاہد اویس صاحب، مولانا عتیق الرحمٰن صاحب، شیخ الحدیث مولانا نور البشر صاحب، ڈاکٹر فدا محمد صاحب، مفتی عاطف صاحب (النافع انسٹیٹیوٹ)، مفتی عبدالرحمٰن صاحب (النافع انسٹیٹیوٹ)، مولانا محمود میاں صاحب، مفتی عبدالواحد قریشی صاحب، شمس الدین صاحب (سابق قادیانی)، عرفان محمود برق صاحب (سابق قادیانی)، شیخ عبداللہ صاحب (سابق عیسائی)۔

آخر میں شبان ختم نبوت کے مختلف شعبہ جات کا تعارف ہوا۔

**شعبۂ تبلیغ:** یہ قادیانیوں کو اسلام کی تبلیغ کرتا ہے ان سے احسن طریقے پر مناظرہ کرتا ہے، اس شعبہ کے تحت ہر جمعرات کو گشت ہوتا ہے جس میں مختصراً 5 منٹ کی گفتگو میں عام آدمی کو عقیدہ ختم نبوت سمجھایا جاتا ہے۔

**شعبۂ دعوت اسلام:** یہ شعبہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دیتا ہے۔

**شعبۂ کفالت و تربیت نو مسلمین:** اس شعبہ کے تحت جو بھی غیر مسلم یا کوئی قادیانی اسلام قبول کرتا ہے اسکی کفالت کی جاتی ہے۔

**شعبۂ رفاہ عامہ شبان ویلفیئر ٹرسٹ:** یہ شعبہ نو مسلمین کو روزگار فراہم کرنے میں مدد کرتا ہے، اسکے تحت vocational training institute چل رہے ہیں اور free medical camps بھی ہوتے ہیں۔

**شعبۂ ایجوکیشنل:** یہ شعبہ عصری تعلیمی اداروں پر کام کرتا ہے اسکول، کالیجز، یونیورسٹیز وغیرہ میں، اس شعبہ میں ان کے دو فارمز بنے ہوئے ہیں ایک student forum اور دوسرا professor forum۔

**شعبۂ تجار:** یہ شعبہ بازاروں، مارکیٹوں کے دکانداروں پر کام کرتا ہے۔

**شعبۂ آئین و قانون شبان لائیرز فارم:** یہ شعبہ وکلاء پر کام کرتا ہے۔

**شعبۂ آئی ٹی (I.T.)**

**شعبۂ نشر و اشاعت:** www.shubban.com کے نام سے ویب سائٹ اور shubban media کے نام سے یوٹیوب چینل کام کر رہا ہے جہاں talk shows، نو مسلمین کے انٹرویوز، آن لائن ختم نبوت کورسز، اور دیگر پروگرامز نشر کیے جاتے ہیں۔

مستقبل میں جدید طرز پر اسکول قائم کرنے کا منصوبہ، اور ہاسپٹل کے قیام کا ارادہ ہے کیونکہ قادیانی غریب علاقوں میں ہاسپٹل بنا رہے ہیں جس سے مسلمانوں کے ایمان کو شدید خطرات لاحق ہے۔

# مدارسِ اسلامیہ کا مطالعاتی دورہ

شیخ سعد رحمٰن سعید
طالب علم (رجوع الی القرآن کورس سال دوم)

17 مارچ بروز بدھ رجوع الی القرآن کورس سال دوم کے طلبہ کے لیے کراچی کے مختلف بڑے مدارس کے دورے کا اہتمام کیا گیا، جس میں درج ذیل مدارس شامل ہیں:

1. جامعہ فاروقیہ اولڈ کیمپس (شاہ فیصل کالونی)
2. دارالعلوم (کورنگی)
3. عالمی مجلس ختم نبوت
4. جامعہ بنوری ٹاؤن (بنوری ٹاؤن گرومندر)
5. جامعہ فاروقیہ (حب چوکی)
6. جامعہ صدیقیہ (تیسر ٹاؤن)

روانگی صبح ساڑھے 9 بجے قرآن اکیڈمی یاسین آباد سے ہوئی۔ کل تیرہ طلبہ ہمراہ تھے۔ رہبری کا فریضہ مجلس ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عبدالحئ صاحب نے سرانجام دیا۔ پہلا دورہ جامعہ فاروقیہ اولڈ کیمپس کا ہوا، جس میں ہم نے مسجد اور انتظامی دفاتر دیکھے۔ یہاں کی خاص بات یہ تھی کہ اکابرین علما میں سے مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کا تعلق اس مدرسے سے تھا۔

اگلی منزل دارالعلوم کورنگی تھی۔ یہاں پر پہلے قبرستان میں حاضری دی۔ اس کے بعد مکتبے پر گئے اور چند کتب کی خریداری کی۔ یہیں قریب میں کیفیٹیریا پر طلبہ کو چائے پلائی گئی۔ بعدازاں حراسکول سسٹم کا دورہ کروایا گیا۔ اس کے بعد کتب خانہ، مسجد اور آخر میں دارالافتاء دیکھا۔ رقبے کہ اعتبار سے دارالعلوم کورنگی ایک قصبے کی مانند ہے۔ مفتی تقی عثمانی حفظ اللہ کا تعلق اسی مدرسے سے ہے۔

کورنگی کے بعد عالمی مجلس ختم نبوت کے دفتر میں ظہرانے کا اہتمام تھا۔ کھانا بہت عمدہ تھا۔ ظہرانے کے بعد نماز ظہر ادا کی گئی۔ یہاں قاضی احسان صاحب سے ملاقات ہوئی، دارالافتا بھی دکھایا گیا۔ بعدازاں مولانا عبدالحئ صاحب حفظہ اللہ نے قادیانیوں کا لٹریچر دکھایا اور ان کی کتابوں میں سے چند ایسے مقامات دکھائے جن سے ہم ناآشنا تھے۔ اس سے یہ فائدہ پہنچا کہ ہم قادیانیوں کی اسلام دشمنی، رسول دشمنی حتیٰ کہ خدا دشمنی کو بھی جان پائے اور ان کے غلیظ عقائد کا ادراک ہوا۔

اس کے بعد مجلس ختم نبوت کے مرکزی رہنما مفتی ابرار صاحب ہمیں بنوری ٹاؤن لے کر گئے۔ یہاں پر ہمیں مسجد، دارالافتاء، کتب خانہ، تخصص فی الفقہ کا کمرۂ جماعت

دارالاقامہ اور بنوری سکول سسٹم کا دورہ کروایا گیا۔ دارالافتا کی تعمیر بہت خوبصورت طرز پر تھی۔ رقبہ وسیع تھا۔ رئیس دارالافتا مفتی انعام الحق قاسمی صاحب تھے۔ فضلا کا دورۂ تدریب چل رہا تھا، اس میں بھی شرکت کی۔

بنوری ٹاؤن سے جامعہ فاروقیہ نیو کیمپس حب کی جانب روانگی ہوئی۔ مدرسہ ہذا کا رقبہ انتہائی وسیع و عریض تھا۔ یہاں بھی دارالافتا اور کتب خانے کا دورہ کیا۔ مزید درس نظامی کے تمام تعلیمی سالوں کی کلاسیں بھی دیکھیں۔ جامعہ فاروقیہ میں طلبہ کے لیے چائے کا انتظام تھا۔ آخر میں قبرستان پر حاضری دی۔ مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کی قبر بھی یہیں موجود ہے۔ نور اللہ مرقدہ

آخری دورہ جامعہ صدیقیہ کا تھا جو کہ جامعہ فاروقیہ سے خاصہ دور تھا۔ عصر کی نماز یہاں ادا کی۔ عصر تا مغرب مولانا منظور مینگل صاحب سے خصوصی ملاقات کروائی گئی۔ مولانا صاحب حفظہ اللہ سے نصیحت طلب کی گئی تو فرمایا "الدین نصیحہ"۔ جامعہ صدیقیہ میں 40 روزہ دورہ تفسیر کے طلبہ کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار ہے جو مختلف شہروں سے تعلق رکھتے ہیں۔

جامعہ میں مغرب کی ادائیگی کے بعد واپسی کے سفر کی طرف گامزن ہوئے اور اس سفر میں ہم نے بہت سے علمائے حق سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ وسیع پیمانے پر دین کے کام کو ہوتے دیکھا اور حقیقی معنوں میں اس امر کا ادراک ہوا کہ مدارس کا کام کوئی مذاق نہیں بلکہ یہاں اعلیٰ علمی سطح پر اور دورِ حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کام ہو رہا ہے۔ یہ ہماری یونیورسٹیوں اور دیگر اداروں کی طرح محض طلبہ سازی کرنے کے کارخانے نہیں بلکہ یہاں وہ مردانِ کار تیار کیے جاتے ہیں جنہیں رسوخ فی العلم حاصل ہوتا ہے اور جو جدید مغربی تہذیب اور دجالی فکر کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔

اسی طرح ایک اہم سبق یہ حاصل ہوا کہ رجوع الی القرآن کا سال دوم کرنے کے بعد بھی، ابھی ہم نے علم کے بحرِ بے کراں کی محض سطح دیکھی ہے، کجا یہ کہ اس میں قدم رکھا ہو یا کہ اس کی گہرائی کا اندازہ ہی کر سکے ہوں۔

سبق الاسباق یہ کہ مطلوب و مقصود علم بڑھانا نہیں اور نہ ہی اپنے نام کے ساتھ القابات کی تعداد بڑھانا ہے، بلکہ یہ علم خالقِ حقیقی تک رسائی اور اس کی رضا کے حصول کا محض ایک ذریعہ ہے، ورنہ اگر علم کے ساتھ عشق کی چاشنی نہ ہو تو یہی علم انسان کو بہکانے کا سبب بھی بن جایا کرتا ہے۔ جیسا کہ اقبال نے کہا ہے:

وہ علم نہیں، زہر ہے احرار کے حق میں

جس علم کا حاصل ہو جہاں میں دو کفِ جو

اللہ تعالیٰ ہمیں علم نافع عطا فرمائے اور ایسے علم سے اپنی پناہ میں رکھے جو نفع نہ دے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح ان اداروں کو قائم و دائم اور راہ حق پر رواں دواں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

# آداب حملۃ القرآن

## خادمین قرآن کے آداب

### خوش الحانی سے قرآن پڑھنا

اعلم ان جماعات من السلف كانوا يطلبون من اصحاب القراءة بالاصوات الحسنة ان يقرؤوا وهم يستمعون۔ وهذا متفق على استحبابة، وهو: عادة الاخيار، والمتعبدين، وعباد الله الصالحين۔ وهي سنة ثابتة عن رسول الله ﷺ،

جاننا چاہیے کہ سلف کی ایک بڑی جماعت قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنے کا حکم کرتی تھی اور اور لوگ اس کو سنتے تھے اور یہ متفق علیہ استحباب ہے اور یہی عادت اچھے لوگوں اور عبادت گزاروں کی رہی ہے۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ سے بھی یہی ثابت ہے۔

فقد صح عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال لي رسول الله ﷺ: ((اقرأ علي القرآن)) فقلت: يا رسول الله اقرأ عليك وعليك انزل: قال: ((واني احب ان اسمعه من غيري)) فقرأت عليه سورة النساء حتى اذا جئت الى هذه الآية: ((فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا)) (سورۃ النساء: 41) قال: ((حسبك الآن، فالتفت اليه فاذا عيناه تذرفان)) رواه البخاري ومسلم

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ”مجھ پر قرآن کو پڑھو“ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ! میں آپ کو قرآن سناؤں درآنحالیکہ قرآن آپ ﷺ پر اترتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنے علاوہ دوسرے سے قرآن سننے کو زیادہ اچھا سمجھتا ہوں، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے سورۃ النساء کی آیت کو پڑھا اور جب آپؓ یہاں تک پہنچے:

((فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا)) (سورۃ النساء: 41)

”پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے گواہ بلائیں گے اور تمہیں ان پر گواہ کر کے لائیں گے۔“

تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بس کر، عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسوں جاری تھے۔ (رواہ بخاری و مسلم)

وروى الدارمي وغيره باسانيدهم عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انه كان يقول لابي موسى الاشعري: ذكرنا ربنا، فيقرأ عنده القرآن والآثار في هذا كثيرة معروفة

اور دارمی وغیرہ نے اپنی سند سے حضرت عمر بن الخطابؓ کا ابو موسیٰ اشعریؓ سے یہ فرمانا روایت کیا ہے کہ ہم کو ہمارے رب کی یاد دلاؤ تو ابو موسیٰ نے قرآن کو پڑھا، اور اس سلسلے میں کثرت سے آثار منقول ہیں۔

وقد مات جماعات من الصالحين بسبب قراءة من سألوه القراءة والله اعلم۔ وقد استحب العلماء ان يستفتح مجلس حديث النبي ﷺ، ويختم يقرأة قاري، حسن الصوت، ما تيسر من القرآن

اور صالحین کی ایک جماعت نے پڑھنے والوں سے سوال کر کے سنا اور دنیا سے رخصت ہوگئے اور علماء نے یہ مستحب قرار دیا ہے کہ کسی مجلس کا افتتاح یا حدیث نبوی ﷺ کے پڑھتے وقت قرآن خوش آوازی سے شروع کیا جائے،

ثم انه ينبغي للقاري، في هذه المواطن ان يقرأ ما يليق بالمجلس ويناسبه وأن تكون قراءته في آيات الرجاء، والخوف، والمواعظ، وتزهيد في الدنيا، والترغيب في الآخرة والتاهب لها، قصر الامل، ومكارم الاخلاق

قاری کے لیے ہے کہ اس مجلس کے مناسب آیت سے آغاز کرے اور آیات ایسی ہوں اللہ کے خوف کو یاد دلائیں اور اس کی رحمت کی وسعت سامنے کر دیں، ترک دنیا اور آخرت کی رغبت پیدا کریں اور بہترین اخلاق کے حصول کا جذبہ پیدا ہو۔

(التبیان فی آداب حملۃ القرآن، الباب فی ادب القرآن، فصل فی استحباب طلب القراءۃ الطیبہ من حسن الصوت، ص: 113،114)

# انجمن خدّام القرآن سندھ کراچی کے تحت
# تدریسی سرگرمیاں

## قرآن اکیڈمی ڈیفنس

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس کی تکمیل 11 مارچ 2022 بروز جمعہ ہوئی۔ گزشتہ ماہ مسجد میں 10 تقاریب نکاح منعقد ہوئیں۔ بروز اتوار مورخہ 27 مارچ بعد نمازِ مغرب تا 12:30 بجے رات چوتھی بین الاقوامی محفل حسن قراءت کا اہتمام ہوا جس میں مصر سے دو قراء فضیلۃ الشیخ جناب المقری صالح علی حسن اور فضیلۃ الشیخ جناب المقری محمد کامل صاحب جبکہ پاکستان سے 6 قراء حضرات نے شرکت فرمائی۔ مدرسۃ القرآن کے طلبہ نے حمد و نعت اور نظم پیش کی۔ تقریباً 1800 حضرات اور 100 خواتین کے علاوہ 100 آئمہ مساجد اور 200 کے قریب علماء کرام نے محفل کو رونق بخشی۔ نگرانِ انجمن و امیر تنظیم اسلامی پاکستان جناب شجاع الدین شیخ صاحب نے بذریعہ وڈیو خصوصی خطاب میں قرآن کی عظمت، رمضان اور قرآن کا تعلق اور انجمن خدّام القرآن کی خدمات پر گفتگو فرمائی۔ مدیر قرآن اکیڈمی ڈیفنس نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اختتامی کلمات ارشاد فرمائے۔ امداد اللہ عزیز صاحب کی دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔

## قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں رجوع الی القرآن کورس 18 مارچ 2022 کو مکمل ہوا۔ 38 طلبہ اور 52 طالبات کورس میں شریک تھے اسی طرح سال دوم میں بھی 26 طلبہ اور 14 طالبات کورس کے اختتام تک شریک تھے۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں بھی تدریس کا عمل جاری ہے۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تحت سالانہ تقریب تقسیم اسناد و دستار فضیلت منعقد کی گئی جس میں طلبہ کے علاوہ قاری صاحبان و جملہ اسٹاف کو شیلڈ سے نوازا گیا۔ وفاق المدارس العربیہ کے تحت ہونے والے شعبہ حفظ کے سالانہ امتحان میں الحمدللہ 100 فیصد نتیجہ رہا۔

## قرآن اکیڈمی کورنگی

قرآن اکیڈمی کورنگی میں الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس 18 مارچ 2022 کو اختتام پزیر ہوا۔ الحمدللہ مدرسۃ القرآن میں تدریس کا عمل جاری ہے ایک طالب علم نے تکمیل حفظ کی سعادت حاصل کی۔ شعبہ قاعدہ و ناظرہ میں سالانہ امتحان کا انعقاد ہوا، شعبہ قاعدہ و ناظرہ میں سیرت النبی ﷺ اور فرشتوں پر ایمان اور حدیث ''مسلمان تو وہی ہیں جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں'' کے موضوعات پر تربیتی لیکچرز منعقد ہوئے۔ شعبہ خواتین کے تحت ماہانہ درس قرآن ''استقبال رمضان'' کے موضوع پر منعقد ہوا۔

## قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر میں رجوع الی القرآن کورس کی تکمیل ہوئی۔33 طلبہ اور 31 طالبات نے کورس کی تکمیل کی۔ مختصر دورانیے کے کورسز کی تکمیل ہوئی۔الحمدللہ شام کے اوقات میں عربی گرامر کی بھی تکمیل ہوئی۔

## قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس کی تکمیل ہوئی 21 طلبہ و طالبات نے کورس کی تکمیل کی۔مدرسۃ القرآن کے تحت ظہر تا عصر بچوں کے لیے اور مغرب تا عشاء بالغان کے لیے قاعدہ و ناظرہ کا سلسلہ جاری ہے۔دوپہر کے اوقات میں عربی گرامر کورس کی تکمیل ہوئی۔ویک اینڈ کورس دروس اللغۃ العربیہ حصہ دوم بھی الحمدللہ مکمل ہوا۔آن لائن کورسز ماڈیول II میں ادارے کے استاذ جناب سعد عبداللہ صاحب نے منتخب نصاب حصہ سوم و چہارم کی تدریس کی ذمہ داری ادا کی۔

## قرآن مرکز لانڈھی

مدرسۃ القرآن للحفظ و القراءۃ لانڈھی میں تدریس باقاعدگی سے جاری ہے۔حفاظ طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لیے دستار بندی کی تقریب منعقد کی گئی۔ مہمان خصوصی صدر انجمن خدّام القرآن سندھ کراچی جناب انجینئر نعمان اختر صاحب تھے۔ہفتہ وار درس قرآن میں ”استقبال رمضان“ کے موضوع پر مدیر قرآن اکیڈمی کورنگی جناب محمد ہاشم صاحب نے خطاب فرمایا۔

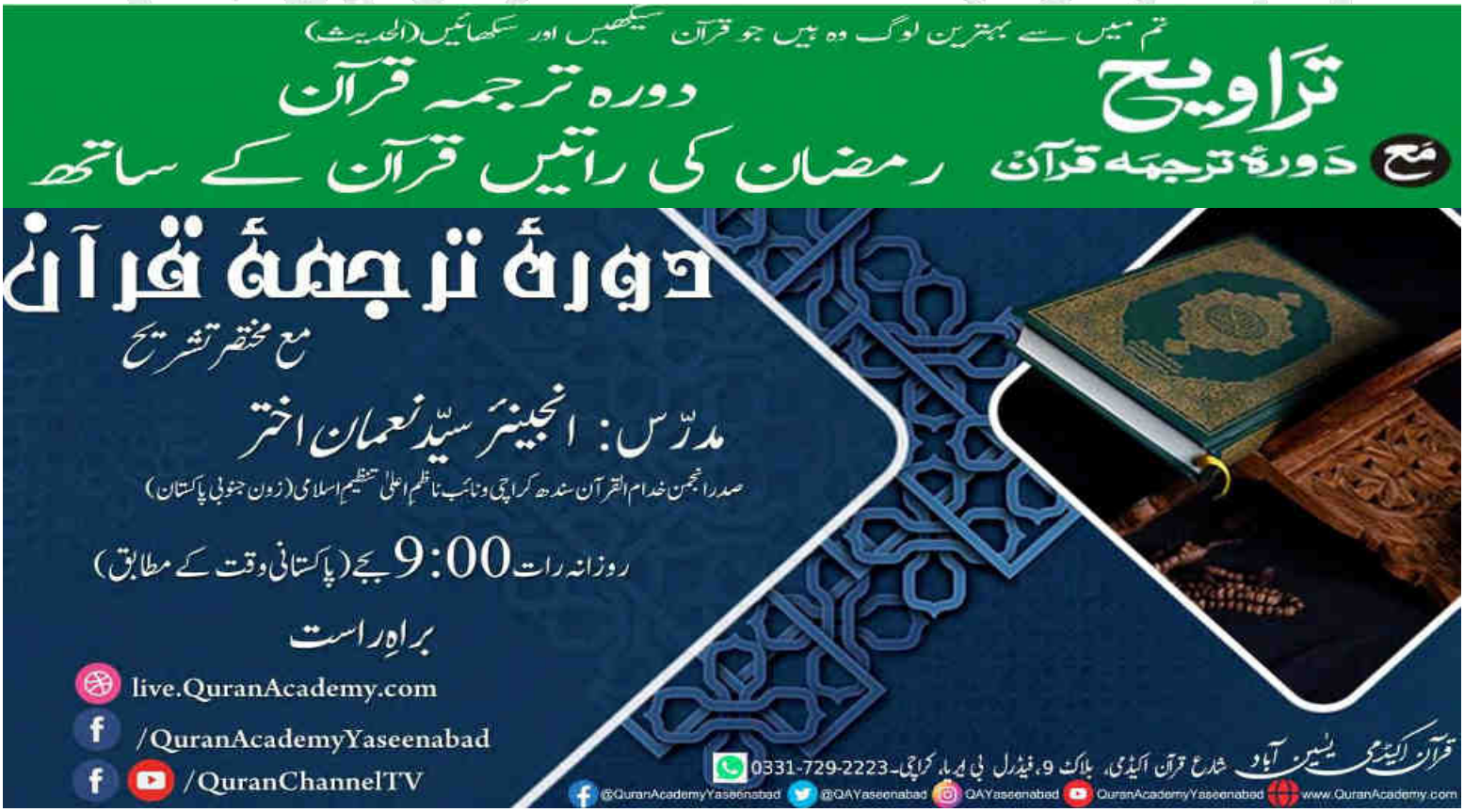

# خصوصی محاضرات

**قرآن اکیڈمی ڈیفنس** گزشتہ ماہ خصوصی محاضرات اور فکر اسلامی کے تحت ''اسلام کا انقلابی منشور'' اور ''اسلامک سافٹ ویئر'' پر لیکچرز منعقد ہوئے۔

**قرآن اکیڈمی یٰسین آباد** گزشتہ ماہ فکر اسلامی کے تحت ''تنظیم اسلامی کا تعارف اور اسلام کا انقلابی منشور'' پر بانی محترم کا وڈیو لیکچر منعقد ہوا۔

**قرآن اکیڈمی کورنگی** گزشتہ ماہ خصوصی محاضرات اور فکر اسلامی کے تحت ''فرضیت اقامت دین'' اور ''اسلام کی نشأۃ ثانیہ کرنے کا اصل کام'' پر لیکچرز منعقد ہوئے جس میں نگران انجمن خدّام القرآن و امیر تنظیم اسلامی پاکستان جناب شجاع الدین شیخ صاحب اور مدیر تعلیم انجمن خدّام القرآن سندھ جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے تدریس کے فرائض ادا کیے۔

**قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر** گزشتہ ماہ خصوصی محاضرات کے تحت ''رمضان اور ہم'' اور ''رجوع الی القرآن کورس کے بعد'' پر لیکچرز منعقد ہوئے جس میں جناب انجینئر عثمان علی صاحب اور مدیر قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر جناب ڈاکٹر انوار علی صاحب نے تدریس کے فرائض انجام دیے۔

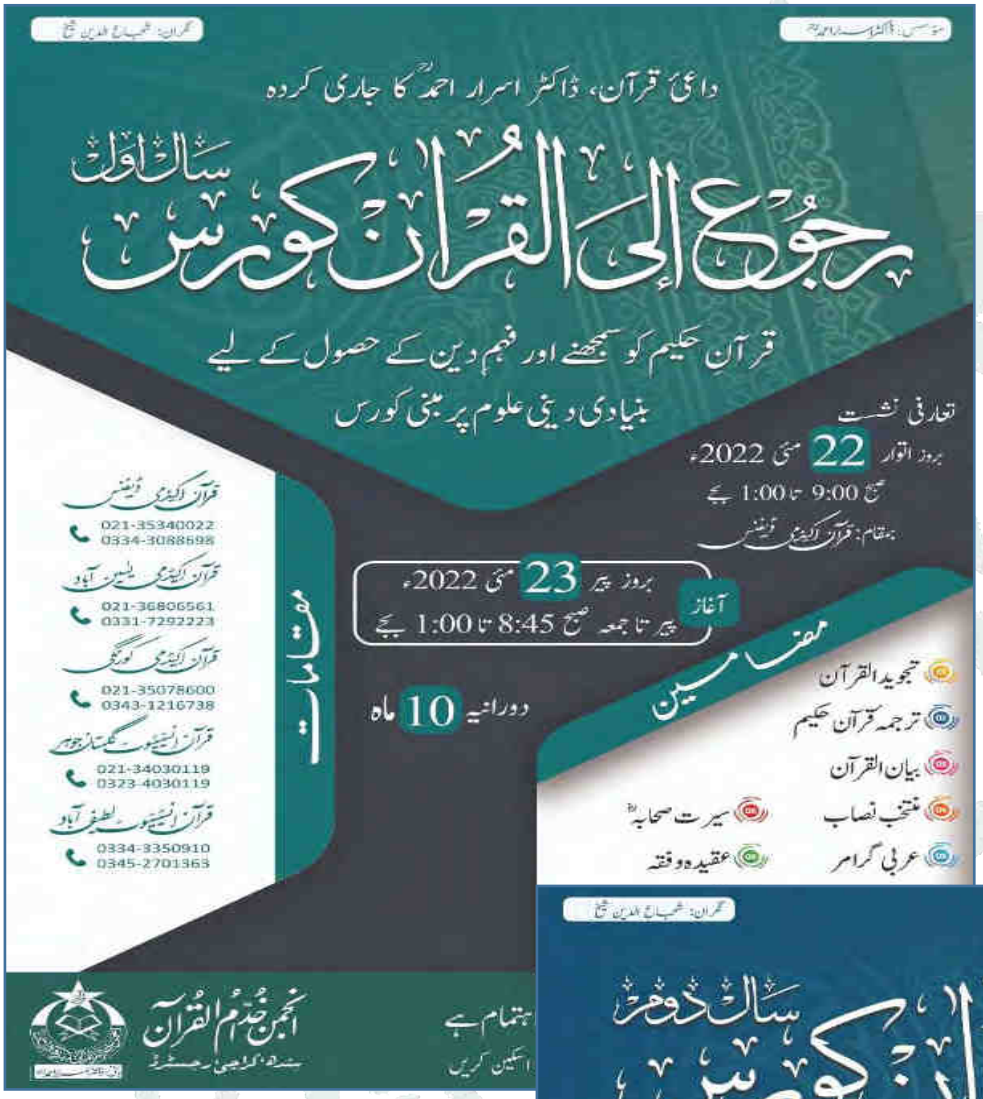
داعیٔ قرآن، ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا جاری کردہ
سال اول
رجوع الی القرآن کورس
قرآنِ حکیم کو سمجھنے اور فہمِ دین کے حصول کے لیے
بنیادی دینی علوم پر مبنی کورس
تعارفی نشست
بروز اتوار 22 مئی 2022ء
صبح 9:00 تا 1:00 بجے
بمقام: قرآن اکیڈمی ڈیفنس
آغاز
بروز پیر 23 مئی 2022ء
پیر تا جمعہ صبح 8:45 تا 1:00 بجے
دورانیہ 10 ماہ
مضامین
تجوید القرآن
ترجمہ قرآن حکیم
بیان القرآن
منتخب نصاب
سیرت صحابہؓ
عربی گرامر
عقیدہ و فقہ
مقامات
قرآن اکیڈمی ڈیفنس
021-35340022
0334-3088698
قرآن اکیڈمی یٰسین آباد
021-36806561
0331-7292223
قرآن اکیڈمی کورنگی
021-35078600
0343-1216738
قرآن انسٹیٹیوٹ گلستانِ جوہر
021-34030119
0323-4030119
قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد
0334-3350910
0345-2701363
انجمن خدام القرآن
اہتمام ہے

سال دوم
رجوع الی القرآن کورس
تبلیغی، تدریسی و تحریکی کاموں میں پختگی حاصل کرنے کے لیے
علوم اسلامیہ کی روایات اور اقدار کے تعارف پر مبنی کورس
تعارفی نشست
بروز اتوار 22 مئی 2022ء
صبح 9:00 تا 1:00 بجے
بمقام: قرآن اکیڈمی ڈیفنس
دورانیہ 10 ماہ
آغاز
بروز پیر 23 مئی 2022ء
پیر تا جمعہ صبح 8:45 تا 1:00 بجے
باسٹل کی سہولت قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں
صرف حضرات کے لیے دستیاب ہے۔
بمقام: قرآن اکیڈمی یٰسین آباد
مسجد جامع القرآن، شارع قرآن اکیڈمی،
بلاک 9، فیڈرل بی ایریا کراچی۔
021-36806561
0331-7292223
مضامین
علم العقیدہ
علم التفسیر
اصول التفسیر
علوم القرآن
علم الفقہ
علم الحدیث
اللغۃ العربیۃ و ادبہا
اصول الحدیث
فکر اسلامی
اصول الفقہ
توسیعی محاضرات
خواتین کے لیے شرکت کا باپردہ اہتمام ہے
مزید تفصیلات کے لیے اس QR کوڈ کو اسکین کریں
انجمن خدام القرآن

# شعبۂ مطبوعات

کے تحت درج ذیل کتاب طبع کی گئیں

ترجمہ برائے تدریس (جلد دوم)

ترجمہ برائے تدریس (جلد ششم)

تحفہ رمضان

عقائد اور بنیادی دینی تصورات

# شعبۂ سمع و بصر

**قرآن فورَم:**

قرآن فورَم کے عنوان سے جاری ٹاک شو میٹرووَن نیوز چینل پر ہر جمعہ دوپہر 1 بجے نشر ہوتا ہے۔اس کے علاوہ قرآن اکیڈمی کے آفیشل فیس بک پیج اور یوٹیوب چینل پر بھی ہر ہفتہ رات 8 بجے باقاعدگی سے اپ لوڈ کیا جاتا ہے۔ماہِ مارچ 2022ء میں درجِ ذیل موضوعات پر پروگرام ریکارڈ کیے گئے:

میدانِ جہاد کے آداب واحکام (الانفال: 45تا47اور 15تا16)

اللہ کے دین کی نصرت (التوبہ: 119، الصف: 14، محمد: 2)

**مطالبات قرآن:**

قرآن حکیم کے منتخب نصاب پر مبنی "مطالباتِ قرآن" کے عنوان سے Qtv کے لیے قرآن اسٹوڈیو میں نگرانِ انجمن کی 35-35 منٹ پر مشتمل ویڈیو ریکارڈنگز کے سلسلہ کا آغاز کیا گیا ہے۔ان شاءاللہ Qtv پر ہفتہ میں اس سلسلہ کے دو پروگرام نشر ہوا کریں گے۔اس سلسلہ کے اب تک 4 پروگرام ریکارڈ ہو چکے ہیں۔

**فتنہ قادیانیت:**

تنظیم اسلامی کے تحت ہونے والے تربیتی کورس کے لیے فتنہ قادیانیت کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹے پر مشتمل امیر محترم کے لیکچر کی ویڈیو ریکارڈنگ مرکز ارسال کی گئی۔

**خطباتِ جمعہ:**

ماہِ مارچ 2022ء میں جامع مسجد شادمان میں درجِ ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگز مرکز ارسال کی گئیں:

قرآن کریم سے ہمارا تعلق

موت۔ذکر، فکر اور تیاری

دین، وفاداری اور خیر خواہی کا نام ہے

قرآنِ حکیم اور ہم

**روشنی (ریڈیو پاکستان):**

ریڈیو پاکستان پر روشنی کے عنوان سے نشر ہونے والے پروگرام کے لیے امیرِ محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کے 2 لیکچرز ریکارڈ کر کے ان کی آڈیو ریکارڈنگ ریڈیو پاکستان کو فراہم کی گئیں۔

# اغراض و مقاصد انجمن خدام القرآن، سندھ، کراچی

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد و منبع ایمان اور سرچشمہ یقین قرآنِ حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

**انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:**

☆ عربی زبان کی تعلیم و ترویج؛

☆ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق؛

☆ علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت؛

☆ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں اور

☆ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

---

☆ ☆ ☆

مرکزی دفتر انجمن خدام القرآن B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 021-34993436-7